عیونِ بخشش
۱۳۳۹ھ

مولودِ محمودؐ

تالیف

زبدۃ العارفین حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری
رحمۃ اللہ علیہ

اسلامی کتب خانہ
اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

باسمہٖ تعالیٰ

وَاشکُرُوا نِعمَۃَ اللہِ اِن کُنتُم اِیَّاہُ تَعبُدُون

تاریخی نام

عیون بخشش

۱۳۳۹ھ

مَولُودِ مُحمُود

زبدۃ العارفین

مولانا شاہ محمد رکن الدین نقشبندی الوری

رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ طلوعِ سحر ۰ مسلم بازار

سیالکوٹ

نام کتاب ــــــــــ مولود محمود

مصنف ــــــــــ حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ

ناشر ــــــــــ مکتبہ طلوع سحر مسلم بازار سیالکوٹ

سن طباعت ــــــــــ شوال ۱۳۹۹ھ ستمبر ۱۹۷۹ء

تعداد ــــــــــ گیارہ سو

قیمت ــــــــــ Rs 5.25 روپے

ملنے کے پتے

۱۔ جامعہ مجددیہ رکن الاسلام آزاد میدان میر آباد۔ حیدر آباد

۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی

۳۔ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور

۴۔ حامد اینڈ کمپنی اردو بازار۔ لاہور

۵۔ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

فہرست مولود محمود

تذکرۂ جمال

۱۳۹۹ھ

چمن زار میں فصلِ بہار آتی ہے تو دلفریب رعنائیوں اور کیف زا لطافتوں، رُوح پرور نزہتوں اور دلکش رنگینیوں کو اپنے جلو میں لے کر ــــ جب اس شان و وقار سے نسیمِ بہار کا وُرود ہوتا ہے تو گلشن میں گلہائے رنگارنگ کھلتے ہیں۔ غنچے مہکتے ہیں۔ کلیاں مسکراتی ہیں، عندلیبِ زار بہاروں کی اس بُوقلمونی پر نثار ہوتی ہے اور اپنے کیف آفریں اور دلنشیں نغماتِ حسین حُسنِ چمن پر نچھاور کرتی ہے۔ باغباں اپنی خوش بختی اور قسمت کی یاوری پر خوش ہوتا ہے اور کھلکھلاتے گلوں، مہکتے غنچوں اور لچکتی شاخوں پر جان دیتا ہے۔ تمام کائنات قدرت کے ان رُوح پرور مظاہر و مناظر اور حُسنِ ازل کی دلفریبیوں کی داد دیتی ہے اس کے ساتھ دلآویز بہاروں کا خالق بھی اپنی مخلوق کو مُسکراتا دیکھ کر اپنے اس حُسنِ تخلیق پر ناز کرتا ہے اور کائنات کے لیے رحمت و عطا کے دروازے کھول دیتا ہے۔

چنانچہ خالقِ کائنات کے اس نظامِ فطرت کے تحت گلستانِ ہستی پر بہارِ جاوداں کا وُرُود ہونے والا ہے۔ نسیمِ رحمت کی شمیمِ جاں فزا کے دلنواز جھونکے مشامِ ہستی کو معطر کرنے والے ہیں، اہلِ چمن کسی گُلِ رعنا کے کِھلنے کے منتظر ہیں۔ گویا گلشنِ حیات میں فصلِ بہاری کا اہتمام ہو چکا ہے۔ اور ذرہ ذرہ اس کے خیر مقدم کے لیے بیقرار ہے۔ مشاطۂ قدرت زُلفِ ہستی کی تزئین میں مصروف ہے اور عروسِ کائنات کے چہرۂ گلگوں پر فرحت و انبساط کے آثار نمایاں ہیں، رحمتِ الٰہی کی نسیمِ خوشگوار رحمتوں اور لطافتوں کو اپنے جلو میں لیے ریگزارِ عرب کے خطۂ مقدس کا طواف کر رہی ہے۔ عالمِ لاہوت میں حُورانِ و ملائک نغماتِ سرمدی سے کائنات کو مسحُور کر رہے ہیں اور کائناتِ ارضی و سماوی کا ذرہ ذرہ چمنستانِ نبوت کے اس گُلِ خوش رنگ کی تعریف و توصیف میں رطب اللّسان ہے۔

اسی پاکیزہ اور ایمان افروز موضوع پر سالکِ راہِ طریقت، چراغِ بزمِ نقشبندیت،

حضرت علامہ شاہ محمد رُکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مولودِ محمود" کے عنوان سے اپنے قلم حقیقت رقم کے جوہر دکھاتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں محبت و عقیدت کا پُرخلوص نذرانہ پیش کیا ہے - اس کتاب مستطاب کی دوبارہ اشاعت پر قطعہ تاریخ حاضر ہے ملاحظہ فرمائیے۔

خراجِ خیر اندیش

۱۹۷۹ء

قطب الملک شاہ رُکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۷۹ء

یہ تذکارِ میلادِ نورُ الہدیٰ — ہے توصیفِ محبوبِ ربِّ العلیٰ

لکھوں میں بھی نعتِ نبی، گر ملے — پرِ طائرِ سدرۃُ المنتہیٰ

ہے اُن کے جمالِ پُرانوار کی — یہ شرحِ مبین آیۂ والضحیٰ

یہ تصنیفِ پُرنور شاہ رُکنِ دیں — ہے عکسِ جمالِ رُخِ مصطفیٰ

قمرؔ! طبعِ مولودِ محمود پر
کہو تم بھی اذکارِ خیر الوریٰ

۱۹۷۹ء

بروز شنبہ
یکم شوال المکرم ۱۳۹۹ھ
۲۵/ اگست ۱۹۷۹ء

کفش بردارِ علمائے ربانی:
قمر یزدانی
پنوانہ ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

اے خدا قربان احسانت شوم
اینچہ احسان است قربانت شوم

اے ہمارے منعم اور اے ہمارے محسن!
تیرا شکر اور احسان ادا کریں کہ تو نے محض اپنے فضل و انسانی سے بکرم فرما کر گوہر اسلام عطا کیا اور بہترین امت کے خطاب۔ اور مفخر کیا پھر بہتر ناری فرقوں سے بچا کر ناجی فرقہ اہل سنت والجماعت سے

تعریف فرمایا۔

نظم

تیری حمد کس سے ہو اور ثنا تیری شان جل جلالہ	ترا حق ادا ہو بشر سے کیا تری شان جل جلالہ
تو کریم ہے تو رحیم ہے تو ہی حی و قدیم ہے	تجھے پائے عقل مجال کیا تری شان جل جلالہ
تری کنہ ہی وہ رفیع تر کہ ملائکہ ہیں شکستہ پر	نہیں دخل وہم و گمان کا تری شان جل جلالہ

اور درود نامحدود اور سلام با احترام تیرے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی ذات مجمع الصفات بے شبیہ و بے نظیر ہے اور اُن کے جمیع ازواج وآل اطہار و اصحاب کبار پر ؎

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل	جو ہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام
اُن کے مولے کے اُن پر کروروں درود	اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس	اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

پس جس طرح ہم حقیقت حمد جناب باری عز اسمہ سے عاجز ہیں اسی طرح حقیقت نعت رسالت پناہی سے بھی قاصر ہیں جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر	مِنْ وَجْہِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے حبیب خدا کے جان نثار و اے محبوب کبریا کے ذکر کے فدائیو جانو اور آگاہ ہو کہ ہمارے پیشوا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف بھی ذکر الٰہی ہے جیسا کہ شفا شریف میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ ابن عطا سے آیہ کریمہ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی تفسیر میں اس طرح نقل کرتے ہیں جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِّنْ ذِکْرِیْ

اے جمال والے اور اے آدمیوں کے سردار آپ کے چہرہ روشن سے بے شبہ چاند روشن ہے آپ کی تعریف ممکن نہیں جیسا کہ حق ہے خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں قصہ مختصر ۱۲

فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِیْ یعنی اے محبوب میں نے تجھے اپنا ذکر کیا جو تیرا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے تو بموجب اس تفسیر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اللہ جل جلالہ عم نوالہ کا ہی ذکر ہوا اور اللہ کا ذکر عبادت ہے تو حضور کا ذکر بھی عبادت ہوا اور حدیث شریف مین وارد ہے ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَاتِ یعنی انبیا کا ذکر عبادت ہے تو حضور شریف کا ذکر سب سے زیادہ عبادت ہوا کیونکہ آپ سید الانبیا ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم عبادت ہی کے واسطے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ؕ یعنی میں نے جن اور انس کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے اور چونکہ عبادت کے انواع ہین منجملہ ان کے درود خوانی اور ذکر ولادت شریف بھی ہے جن کا بیان کرنا یہان مقصود ہے اس لئے مناسب ہوا کہ اول درود خوانی کے فضائل بیان کئے جائیں

بیان فضائل درود شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود اور سلام بھیجو۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ کے معنی حق کی جانب سے نزول رحمت کے ہیں اور غیر کی جانب سے طلب رحمت کے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ نسائی شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ل اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

کہ جو کوئی میرے اوپر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور مٹائے جاتے ہیں اُس سے دس گناہ اور بڑھائے جاتے ہیں اُس کے دس درجے قرب کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس پر کوئی حاجت مشکل ہو جاوے اُس کو چاہیئے کہ بہت درود بھیجے میرے اوپر کہ درود دور کرتا ہے سب رنجوں اور غموں اور سختیوں کو اور زیادہ کرتا ہے روزیوں کو اور روا کرتا ہے حاجتوں کو۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ درود پڑھنے والے پر اُس کے ایک درود کے عوض میں خود اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے فرشتے ستر درود بھیجتے ہیں۔ مدارج شریف میں حضرت شیخ عبد الحق محقق محدث فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تک بندہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے اللہ پاک بھی اُس پر رحمت بھیجتا رہتا ہی۔ دیباچہ دلائل الخیرات میں ہے کہ حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے اوپر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جو دس بار درود بھیجے اس پر اللہ پاک کی طرف سے سو مرتبہ درود نازل ہوتی ہے اور جب وہ سو بار میرے اوپر درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اُس پر ہزار مرتبہ درود یعنی رحمت نازل فرماتا ہے اور جب وہ ہزار مرتبہ درود بھیجے تو یہ ارشاد ہوتا ہے حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے اُس کے جسم کو دوزخ پر حرام کر دیا اور ثابت رکھیگا اُس کو قول ثابت پر دنیا اور آخرت میں (قول ثابت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے) اور ثابت رکھیگا سوال کے وقت قبر میں اور اُس کو جنت میں داخل کریگا اور اُس کی درود جو اُس نے مجھ پر بھیجی ہے قیامت کے دن پلصراط پر پانچسو برس کی راہ تک نور ہو

آویگی اور بدلے ہر درود کے جو اُس نے مجھ پر پڑھا ہے ایک بڑا محل جنت
میں اللہ تعالیٰ عطا فرماویگا کم ہو درود یا زیادہ. اور فرمایا کہ ہر بندہ کی وہ درود جو
اُس نے مجھ پر بھیجی اُس کے مُنہ سے نکلتے ہی فوراً گذرتی ہے تمام جگہ یہانتک کہ
کوئی میدان کوئی دریا اور کوئی سمت پورب اور پچھم کی باقی نہیں رہتی کہ وہ یہ کہتی ہوئی
نہ گذرتی ہو کہ میں درود ہوں فلان بن فلان کی طرف سے جو اُس نے حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجی ہے کہ جو مختار ہیں اللہ پاک کے اور بہتر ہیں خلق اللہ کے
پس تمام اشیا درود بھیجتی ہیں اس درود پڑھنے والے پر اور پیدا کیا جاتا ہے اُس
درود سے ایک پرند جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں ہر بازو میں ستر ہزار پر اور ہر پر
میں ستر ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ستر ہزار مُنہ ہر مُنہ میں ستر ہزار زبان اور ہر
زبان سے ستر ہزار لغات کے ساتھ وہ اللہ برتر کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ
ان سب تسبیحات کا ثواب اُس درودخوان کے نامۂ اعمال میں درج فرماتا ہے اور
اسی میں یہ حدیث بھی ہے کہ عرض کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ
خبر دیجئے اُن لوگوں کے درود سے جنسے آپ غائب ہیں اور جو آوینگے آپ کے
بعد کیا حال ہے اُن دونوں کا آپ کے نزدیک پس فرمایا کہ میں خود سن لیتا ہوں
درود اپنے اہل محبت کا اور پہچانتا ہوں اُن کو اور پیش ہوتی ہیں میرے اوپر درود
غیر محبت والوں کی فرشتوں کے ذریعہ سے. مدارج شریف میں ہے کہ جو کوئی کہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہونے سے پہلے اگر کھڑا ہے تو بیٹھنے
سے پہلے بخشدیا جاتا ہے اور فرمایا کہ جو کوئی پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ
الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تو میری شفاعت اس پر واجب ہوگئی. اشعۃ اللمعات

میں اس حدیث کے تحت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مسلمانوں کے حق میں ثابت ہے مگر اس صیغہ کے ساتھ درود پڑھنے والے پر واجب اور متحتم ہے خاص شفاعت اور خاص درجہ جیسا کہ زائرین قبر شریف کے حق میں وارد ہے۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

حکایات متعلقہ درود شریف

معارج النبوت میں حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ میں نے ایک شخص کو طواف میں دیکھا کہ جب تک درود شریف نہیں پڑھ لیتا تھا قدم نہیں اٹھاتا تھا میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا حالت ہی کہ تجھکو تسبیح و تہلیل کے ساتھ وہ اہتمام نہیں جو درود شریف کے ساتھ ہے حالانکہ ہر مقام کے لئے ایک دعا معین ہے تو سوائے درود شریف کے اور کسی ورد کی طرف مبادرت .... نہیں کرتا اس نے میرا نام دریافت کرنے کے بعد کہا کہ اگر کوئی اور ہوتا تو میں اس بھید کو افشا نہیں کرتا جان اے شیخ کہ میں اور میرا باپ اپنے شہر سے حج کیلئے نکلے راستہ میں میرا باپ بیمار ہو گیا ہر معالجہ میں اُس کے کوشش کی مگر مفید نہیں ہوئی آخر اُس نے انتقال کیا بعد انتقال کے میں نے اپنے باپ کا چہرہ دیکھا تو سیاہ ہو گیا تھا آنکھیں نیلی اور سر اس کا شکل سور کے ہو گیا تھا میں اس حال پر بہت ہی مکدر ہوا اور میں نے جان لیا کہ میرا باپ منافق تھا اُس کے چہرے کو ڈھانک

دیا اسی حالت غم و اندوہ میں آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ایسے حسین
کہ میں نے اُن سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا اور اُن سے زیادہ خوشبو کسی کے
اندر نہیں سونگھی اور اُن سے بہتر کپڑے کسی کے پاس نہیں دیکھے نہایت وقار اور
تمکین کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور سرہانے بیٹھ کر میرے باپ کے چہرے
سے پردہ اٹھایا اور دست مبارک اس کے چہرہ پر پھیرا تو وہ چہرہ یا تو سیاہ سور
کا تھا یا انسانی نورانی ہو گیا جیسے ہی وہ صاحب دولت سرہانے سے اُٹھے میں
نے دامن مبارک پکڑ کر دریافت کیا کہ اے اللہ کے مقبول بندے آپ کون ہیں
کہ میرے اور میرے باپ پر یہ حق ثابت فرمایا اور اس حالت غربت میں اس بلا
سے نجات عطا کی فرمایا تو نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبد
مناف صاحب قرآن ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان تو کہ یہ تیرا باپ اعلیٰ درجہ
کا نافرمان اور گنہگار اور پرلے درجہ کا گستاخ تھا لیکن میرے اوپر درود کی بھی
کثرت رکھتا تھا جب فرشتے عذاب کے عذاب کرنے کے لئے اُس کے پاس آئے
تو اُن فرشتوں نے جو درود پر موکل ہیں اُس کے حال سے مجھکو مطلع کیا اس لئے
میں آیا اور اس بلا سے اس کو نجات دلوائی۔ پھر میں بیدار ہوا تو میں نے اس کے
منہ کو سفید اور اس کی آنکھوں کو سیاہ اور اُس کے چہرہ کو مثل آدمیوں کے پایا۔
جب تک زندہ رہونگا صلوٰۃ محمدی اپنی زبان پر رکھونگا اور آپ سے امید شفاعت
کی رکھونگا۔ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور اپنے
شاگردوں کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچادیں اور کتابوں
میں اس حکایت کو لکھدیں تاکہ لوگ درود شریف کی برکت سے دنیا و آخرت کے عذاب

سے نجات حاصل کریں۔ (تنبیہ الغافلین)

اسی طرح ایک حکایت اور لکھی ہے کہ ایک بزرگ کے ذمہ پانچسو روپیہ قرض تھا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس زاہد کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ نیشاپور میں ایک شخص ہے اس کا نام ابوالحسن کسائی ہے وہ ہر سال دس ہزار روپیہ کی خیرات اللہ واسطے کیا کرتا ہے اُس کو سلام پہنچاؤ اور کہو کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرا قرضہ پانچسو روپیہ کا آپ اپنے پاس سے ادا کریں اگر وہ اس واقعہ کے صدق پر نشان تجھ سے طلب کرے تو کہنا کہ رات کو جو آپ سو مرتبہ درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا کرتے ہیں وہ کل رات کو آپ بھول گئے اور پیش نہیں کیں وہ آنکھ کھلتے ہی حضرت ابوالحسن کسائی کے پاس پہنچا اور اپنا حال عرض کیا حضرت ابوالحسن نے اُس کے معروضہ پر کچھ التفات نہیں کیا جب اُس نے یہ بیان کیا کہ مجھکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نشانی کے ساتھ بھیجا ہے تو ابوالحسن تخت پر سے اتر پڑے اور سجدہ شکر الٰہی بجا لائے اور کہا کہ اے درویش یہ ایک بھید تھا کہ میرے اور میرے پروردگار کے درمیان کوئی آفریدہ اس سے مطلع نہ تھا لیجئے یہ ڈھائی ہزار روپیہ آپ کی نظر ہیں ایک ہزار تو اُس بشارت کی خوشی میں اور ایک ہزار آپ کے قدم رنجہ فرمانے کے ہیں اور پانچسو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے ہیں اور آئندہ جب کوئی حاجت پیش آوے بلا تکلف تشریف لے آیا کیجئے۔

اور بہت سی حکایات اور واقعات ہیں جن سے کتب قوم پر ہیں غرض فضائل اور فوائد نتائج اور ثمرات درود خوانی کے حد حصر اور بیان سے خارج ہیں چند فوائد

دینی اور دنیوی مختصر طور سے بیان کئے جاتے ہیں۔

فوائد دنیوی

درود و سلام بھیجنے والے پر اللہ پاک کا دس مرتبہ درود و سلام نازل کرنا۔ اور حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی جانب سے بھی جواب سلام عطا ہونا ؎

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آن لب	کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو
بس بود جاہ و احترام مرا	یک علیک از تو صد سلام مرا

درود خوان کے مال اور اولاد میں برکت کا ہونا چنانچہ مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ درود خوان کی اولاد میں چار پشت تک برکات رہتی ہیں۔ اُس کو دشمنوں پر نصرت ملنا۔ تنگی، تنگدستی، بیماری، کرب بلا سے نجات حاصل ہونا۔ بخیلی سے نام دور ہو جانا۔ حضور کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونا۔ حضور کی محبت کا دل میں پیدا ہونا۔ تین دن تک گناہ کا درج اعمال نامہ نہ ہونا۔ جانکنی کی سختی سے آسانی ہونا وغیرہ۔

فوائد دینی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا واجب ہونا۔ حضور سے مصافحہ کا ہونا۔ حضور کی زیارت سے مشرف ہونا۔ باب جنت پر حضور سے دوش بدوش ہونا۔ حضور سے قرب و اتصال ہونا۔ قیامت کو حضور کا اسکے جمیع امور کا متولی ہونا۔ دوزخ کا اُس پر حرام ہونا۔ پلصراط پر سے بآسانی گذر جانا۔ پلصراط پر درود شریف کا نور ہو کر آنا۔ درود شریف کا دس غلام آزاد کرنے۔ اور بیس جہاد کرنے۔ اور صدقہ دینے کے

برابر ثواب حاصل ہونا۔ حضور[۱۳] کا اُس کے ایمان اور اعمال صالحہ پر گواہی دینا۔ فرشتوں[۱۴] کا اُس سے محبت کرنا۔ اور اُس[۱۵] کو استغفار کا ثواب دینا۔ عرش[۱۶] کا سایہ ملنا۔ پیاس[۱۷] سے امن میں رہنا۔ اعمالنامہ[۱۸] کا وزن گراں ہونا۔ جنت[۱۹] میں کثرت سے حوروں کے ساتھ نکاح ہونا وغیرہ وغیرہ (مدارج)

صلوٰۃ

ذات والا پہ بار بار درود — بار بار اور بے شمار درود

روئے انور پہ نور بار سلام — زلف اطہر پہ مشکبار درود

اُن کے ہر جلوہ پر ہزار بار سلام — اُن کی ہر لمعہ پر ہزار بار درود

اُن کی طلعت پہ جلوہ ریز سلام — اُن کی نکہت پہ عطر بار درود

سر سے پا تک کرور بار سلام — اور سراپا پہ بے شمار درود

دل کے ہمراہ ہوں سلام فدا — جان کے ساتھ ہوں نثار درود

بیٹھتے اٹھتے جاگتے سوتے — ہو الٰہی مرا شعار درود

شہر یار رسل کی نذر کروں — سب درودوں کی تاجدار درود

گور بیکس کو شمع سے کیا کام — ہو چراغ سر مزار درود

قبر میں خوب کام آتی ہے — بیکسوں کی ہے یار غار درود

اُنہیں کس کے درود کی پروا — بھیجے جب اُن کا کردگار درود

ہے کرم ہی کرم کہ سنتے ہیں — آپ خوش ہو کے بار بار درود

جان نکلے تو اس طرح نکلے — تجھ پر اے غمزدوں کے یار درود

لب سے جاری ہو بار بار درود	دل میں جلوے بسے ہوئے تیرے
مصطفےٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین	سلموا یا قوم بل صلوا علی الصدر الامین

اللھم صل علی سیدنا محمد وعترتہ بعدد کل معلوم لک

بیان فضائل ذکر ولادت شریف

ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذکر محبوب اور مرغوب اور مطلوب ہی کہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ طرح طرح سے جابجا قرآن مجید میں بیان فرما رہا ہے چنانچہ فرماتا ہے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ؕ یعنی البتہ تحقیق آپہنچا تمہارے پاس بڑی عظمت وشان والا رسول تمہارے میں سے یعنی بشر شاق ہے اُس پر یہ کہ ایذا میں پڑو تم حریص ہے تمہارے ایمان واسلام پر مومنوں کے ساتھ شفقت کرنے والا رحمت کرنے والا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ؕ یعنی وہ اللہ ایسا ہے جس نے جاہلوں کے اندر انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن کو اُسکی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت کی اُن کو تعلیم دیتا ہی اور بیشک اس سے پہلے وہ صریح گمراہی کے اندر تھے تیسری جگہ ارشاد ہے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ؕ

یعنی وہ اللہ ایسا ہے جسنے بھیجا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے دین اسلام کو کل دینوں پر چوتھی جگہ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۰ یعنی اے نبی ہم نے تحقیق تجھکو بھیجا ہے گواہ اور خوشخبری دینے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اُس کے حکم سے اور چراغ روشن اسی طرح اس کا حبیب معظم اور محبوب مکرم بھی اپنے ذکر ولادت کو طرح طرح خود بیان فرمارہا ہے اور اس ذکر خیر کے کرنے والوں کے حق میں دعا کی جارہی ہے اور شفاعت اور نجات کا وعدہ فرمایا جارہا ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْہُ یعنی میں پیدا کیا گیا ہوں بہترین طبقات فرزند آدم سے قرن بعد قرن یہانتک کہ ہوا میں اُس قرن سے کہ ہوں میں اُس سے۔ مشکوۃ شریف میں حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَسَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃِ عِیْسٰی وَرُؤْیَایَ اُمِّی الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ یعنی تحقیق میں اللہ کے نزدیک لکھا ہوا تھا ختم کرنے والا نبیوں کا اس حال میں کہ تحقیق آدم پڑے ہوئے تھے زمین پر اپنی مٹی گندھی ہوئی میں اور خبر دیتا ہوں تم کو اپنے اوّل امر کی کہ وہ دعا ہے ابراہیم کی اور خوشخبری ہے عیسٰی کی اور عجائبات دیکھنا میری والدہ کا جب جنا مجکو اور تحقیق نکلا اُس کے

لئے ایک نور کہ چمک گئے اس سے محل شام کے - ترمذی شریف میں مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے جَاءَ الْعَبَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَاَنَّہٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ ثُمَّ جَعَلَہُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَہُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَہُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ بَیْتًا وَخَیْرِہِمْ نَفْسًا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح غصہ میں بھرے حاضر ہوئے گویا کچھ طعن حضور کی شان میں سنی ہے۔ سو حضرت ممبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ علیک السلام ہیں آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اور بہترین خلق سے مجھکو بنایا پھر دو گروہ کئے سو مجھکو بہترین گروہ میں رکھا پھر قبائل بنائے اور مجھکو افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا پھر گھرانے جدا کئے سو مجھکو اللہ تعالےٰ نے باعتبار گھرانے کے اور باعتبار شرافت ذاتی کے افضل کیا۔ حاکم اور طبرانی نے حزیم بن اوس سے روایت کی ہے کہ میں ہجرت کر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ غزوہ تبوک سے تشریف لائے تھے تو میں نے سنا کہ حضرت عباس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے تھے کہ یا رسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی مدح میں نظم کہوں آپ نے فرمایا کہو اللہ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچاوے سو انھوں نے آپ کی مدح

میں ایک قصیدہ پڑھا جسکے اشعار یہ ہیں ؎

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي ... مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

آپ دنیا کی پیدائش سے پہلے پاک تھے جنت کے درختوں کے سایہ میں ... اور پشت آدم میں جبکہ آدم و حوا اپنے ستر چھپانے کیلئے پتے لپیٹتے تھے

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ ... أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقُ

پھر آپ زمین پر اترے (صلب آدم میں آدم کیساتھ) اسوقت نہ آپ بشر تھے ... اور نہ گوشت کے ٹکڑے اور نہ خون جما ہوا

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ ... أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ نطفہ تھے (سام بن نوح کے اندر) کہ سوار ہوئے کشتی میں ... وہاں جبکہ نسر بت اور اسکے پوجنے والوں کے لبوں تک غرق پہنچ گئی

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ ... إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ

آپ باپوں کی پشت سے ماؤں کی رحم کے اندر منتقل ہوتے رہے ... جب گزرا ایک عالم دوسرا شروع ہوا

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا ... فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

آپ وارد ہوئے آتش خلیل میں پوشیدہ ... صلب خلیل کے اندر پھر وہ کس طرح جلتے

حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ ... خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

یہاں تک کہ حاوی ہوگیا آپ کا شرف ... خندف بلند نسب سے کہ نیچے اسکے طبقات تھے

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ ... وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے چمک گئی زمین ... اور روشن ہوگئے آپ کے نور سے اطراف عالم

فَنَحْنُ فِي ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ ... سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہم اب اُسی روشنی اور نور کے اندر ... اور راستے ہدایت کے طے کرتے جاتے ہیں

تنویر[1] میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِهِ

[1] یہ تنویر شیخ ابو الخطاب اندلسی کی ہے جو حضرت وحیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے ہیں ذکرہ الزرقانی ۱۲

وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَيَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ فَاِذَا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِيْ

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کر رہے تھے اپنے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ولادت باسعادت اپنی قوم میں پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور درود شریف پڑھتے تھے کہ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور نیز مروی ہے ابوالدرداء سے مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِ عَامِرِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ يُعَلِّمُ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَبْنَائِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَيَقُوْلُ هٰذَا الْيَوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نَجٰى نَجَاتَكَ

یعنی ابو درداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عامر انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہ اپنے گھر میں اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت حضور کے تعلیم کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ آج کا دن ہے آج کا دن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے واسطے کھولے ہیں رحمت کے دروازے اور تیری واسطے ملائکہ استغفار کرتے اور جو تیرا کام کریگا وہ بھی نجات پاویگا۔ الحمد للہ علی ذلک اور بہت سی احادیث صحیحہ اسی مضمون کی کتب احادیث میں موجود ہیں کہ جن سے حضور کا ذکر ولادت شریف پڑھنا پڑھوانا سننا سنوانا سب ہی کچھ ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے مسلمان اس ذکر شریف کی مجلسیں منعقد کرتے رہے ہیں اور اس کو ذریعہ حصول سعادت و برکات دارین سمجھتے رہے ہیں خصوصاً

ماہ مبارک ربیع الاول میں تصدق واطعام وتکثیر خیرات واظہار فرحت و
سرور میں سعی بلیغ عمل میں لاتے رہے ہیں جیسا کہ شیخ محقق محدث دھلوی رحمتہ
اللہ علیہ نے ماثبت بالسنہ کے اندر لکھا ہے وَلَا زَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ
بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ
بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمَبَرَّاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَۃِ
مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ وَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلُّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ یعنی ہمیشہ اہل اسلام محفلین
کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ میں اور کھانے
پکاتے اور خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے اچھے کاروبار میں زیادتی کرتے
ہیں اور مولود شریف پڑھنے مین اہتمام کرتے ہیں اور ان پر مولود شریف
کی برکات سے پورا پورا افضل ظاہر ہوتا ہے اور مواہب لدنیہ میں امام
قسطلانی کی عبارت بھی اسی معنی میں ہے۔ شیخ القراء امام ابوالخیر بن جزری
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مِنْ خَوَاصِّہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی عَاجِلٌ
بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامِ یعنی اس مجلس شریف کے خواص سے ہے کہ اس سال
تمام بلاؤں سے امن وامان رہے اور حاجت روائی اور مقصود براری کے
ساتھ بڑی بشارت ہی اور یہی امام یہ بھی فرماتے ہیں لَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ اِلَّا اِرْغَامُ
الشَّیْطَانِ وَسُرُوْرُ اَھْلِ الْاِیْمَانِ یعنی مولود شریف کرنے میں شیطان کی تذلیل
اور مومن کی خوشی کے سوا اور کچھ نہیں ہے مولانا جلال الدین سیوطی رح
حسن المقصد فی عمل المولد مین فرماتے ہیں یُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْھَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِہٖ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاِجْتِمَاعِ وَاِطْعَامِ الطَّعَامِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ مِنْ وُجُوْہِ الْقُرُبَاتِ وَالْمَسَرَّاتِ

یعنی مستحب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کا شکر مجمع کر کے اور کھانا کھلا کر اور اسکے مثل دیگر اعمال قرب و اظہار سرور و فرحت سے بجا لاویں اور فرماتے ہیں یُثَابُ عَلَیْھَا صَاحِبُھَا لِمَا فِیْہِ مِنْ تَعْظِیْمِ قَدْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِظْہَارُ الْفَرْحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ بِمَوْلِدِہِ الشَّرِیْفِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی مولود کرنے والا ثواب پاتا ہے اسلئے کہ اس میں تعظیم قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے اور ولادت شریف پر اظہار فرحت و مسرت ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمتہ فیوض الحرمین میں اپنا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ میں اس مجلس میں کہ جو خاص مولد اقدس میں بروز ولادت شریف مکہ معظمہ میں منعقد تھی حاضر تھا لوگ درود شریف پڑھتے تھے اور ان واقعات کا ذکر کرتے تھے جو قبل از ولادت شریف ظہور میں آئے تھے ناگاہ میں نے دیکھا کہ دفعتہً کچھ انوار بلند ہوئے نہیں کہتا میں کہ میں نے ان کو بدن کی آنکھ سے دیکھا یا روح کی نظر سے خدا کو معلوم ہے کہ کیا کیفیت تھی اس کی اور اس کے درمیان پھر میں نے ان انوار میں تامل کیا تو وہ انوار ان فرشتوں کی طرف سے پائے جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکل ہیں اور انوار ملائکہ انوار رحمت سے ملے ہوئے میں نے دیکھے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے اندر تحریر فرما رہے ہیں کہ میں محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھکر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ کے فرشتے ہیں کہ راستوں میں

اللہ کے ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈھتے پھرا کرتے ہیں جب کسی قوم کو ذکراللہ
کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیکر پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت
کی طرف کہ جس کی تلاش میں تھے پھر گھیر لیتے ہیں اپنے بازوؤں سے اہل
مجلس کو آسمان دنیا تک پھر فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حاضر
ہوتے ہیں وہ فرشتے بارگاہ عزت میں تو پروردگار عالم ان فرشتوں سے دریافت
کرتا ہے حالانکہ وہ دانا تر ہے اُن سے اُن کے حال پر کہ کیا بیان کرتے
ہیں میرے بندے فرشتے بیان کرتے ہیں کہ تیری پاکی اور بزرگی اور ثنا اور
عظمت بیان کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے
وہ کہتے ہیں نہیں دیکھا خدا کی قسم پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھتے
تو اُن کا کیا حال ہوتا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر تجھکو دیکھتے تو اور زیادہ تیری
عبادت کرتے اور بہت پاکی اور بزرگی بیان کرتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا
انھوں نے جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں خدا کی قسم نہیں دیکھا یعنی جنت پر
ایمان بالغیب رکھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھیں تو ان کا
حال کیونکر ہو تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھیں تو اُس کی طلب اور رغبت پر
اُن کی حرص اور زیادہ ہو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں
فرشتے عرض کرتے ہیں دوزخ سے پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے جنت کے متعلق
سوال کیا تھا اسی طرح دوزخ کے متعلق سوال ہوتا ہے اور فرشتے اُسی طرح اُس
کا جواب عرض کرتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے فرشتو میں نے تم کو گواہ کیا
میں نے ان سب اہل مجلس کو بخشدیا پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں شخص اُن میں سے
نہیں ہے وہ تو کسی حاجت کے سبب آیا تھا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس قوم
کا ہمنشین بدبخت نہیں ہوتا اگرچہ یہ ذاکرین میں نہیں دوسرے کام کے لئے
آیا مگر اس کو بھی میں نے بخشا۔ اس حدیث شریف سے کئی باتیں ثابت ہوئیں
ایک یہ کہ ایسی مجالس میں فرشتوں کا ازدحام ہوتا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب
رحمتہ اللہ علیہ نے موافق اسی حدیث شریف کے اپنا کشف مجلس میلاد شریف
میں بیان کیا۔ دوسرے یہ کہ فرشتے ایسی مجالس کے متلاشی رہتے ہیں اور معلوم
ہونے پر ایک دوسرے کو اس میں شرکت کے لئے بلاتے ہیں۔ تیسرے
یہ کہ کل اہل مجلس کو اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے۔ پس اے مسلمانوں تم پر بھی لازم
ہے کہ اس جامع الاذکار میلاد شریف کی مجلسیں خوب منعقد کرکے آراستہ کیا کرو اور جس
طرح فرشتے فرشتوں کو طلب کرتے ہیں تم بھی اپنے عزیزوں دوستوں کو دعوت
شرکت دیا کرو تاکہ داعی اور مدعو سب اللہ تعالیٰ کی بشارت مغفرت میں داخل
ہو جاویں حدیث شریف میں وارد ہے مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَ
جْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا یعنی جو شخص
ہدایت کی طرف کسی کو بلاوے تو اُس کو اس قدر اجر ملیگا جس قدر کہ ان تمام لوگوں
کو ملا ہے جنھوں نے اس کی اتباع کی اور ان لوگوں کے اجروں سے کچھ کم نہ ہوگا

غزل

ذکر محبوبِ شہ کون و مکاں ہونے تو دو — آج محفل کو مری رشک جناں ہونے تو دو

وصفِ محبوبِ خدائے دو جہاں ہونے تو دو | ہاں زمینِ شعر کو آب آسماں ہونے تو دو
دفترِ عصیاں مرے دُھلتے نظر آجائیں گے | آج کے دن ذکرِ شاہِ انس و جاں ہونے تو دو
کس علو پر ہے تمنا کس ترقی پر امید | شافعِ محشر شفاعت کو عیاں ہونے تو دو
خلد سے آئینگے مجھکو دمبدم جامِ طہور | ساقیِ کوثر کو مجھ پر مہرباں ہونے تو دو
میری بیتابی تڑپ جائینگی حوریں دیکھکر | خلد میں یادِ مدینہ سے طپاں ہونے تو دو
فخر سمجھینگے مری خدمت کو شاہِ باوقار | اس درِ عالی کا مجھکو پاسباں ہونے تو دو
اے سخنور سب فسانے عشق کے مٹ جائینگے | شہرۂ آفاق میری داستاں ہونے تو دو
سَلِّمُوا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن | مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

بیانِ آدابِ مجلسِ ذکرِ ولادت شریف

ادب تاجے است از لطفِ الٰہی | بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

مسلمانوں جب آپ صاحبان کو معلوم ہو چکا کہ اس مجلس شریف میں ملائکہ بھی شامل ہوتے ہیں اور یہ بھی دریافت ہو چکا کہ بعد اختتامِ مجلس تمہاری حاضری کی اطلاع تمہارے مولا تمہارے پروردگار جل جلالہ کو ہوتی ہے۔ تمہارے بیم و امید کا حال بھی بحضور رب العزت فرشتے بیان کرتے ہیں تو اب نہایت ہی ادب اور عظمت اور محبت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر سنکر اس ذکر پاک کو سنو۔

شفا شریف میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ مَتٰی ذَکَرَہٗ اَوْ ذُکِرَ عِنْدَہٗ اَنْ یَّخْضَعَ وَیَخْشَعَ وَیَتَوَقَّرَ وَیَسْکُنَ مِنْ حَرَکَتِہٖ

وَيَاْخُذَ فِيْ هَيْبَتِهٖ وَاِجْلَالِهٖ بِمَا كَانَ يَاْخُذُ بِهٖ نَفْسَهٗ لَوْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَأَدَّبُ بِمَا اَدَّبَنَا اللّٰهُ بِهٖ یعنی ہر مومن پر واجب ہی کہ جب وہ حضور کا ذکر کرے یا اُس کے آگے حضور کا ذکر کیا جاوے تو اپنے ظاہر و باطن میں خشوع و خضوع کرے اور اپنی حالت کو وقار و سکون پر رکھے اور اس طرح حضور کی ہیبۃ و اجلال کو دل میں جگہ دی گویا کہ حضور کے روبرو ہے اور اُن اداب کا لحاظ رکھے جو اللہ نے ہمکو حضور کے لئے تعلیم فرما دیے ہیں یعنی جب آپ کا ذکر شریف سُنے خواہ وہ آپکا کلام شریف ہو یا آپ کے طریقے یا آپ کی سنت اور سیرت پاک کا بیان ہو تو اُن سب کی ایسی حرمت اور تعظیم و توقیر کرے جیسے حضور کی ذات مقدسہ کی حالت حیات میں صحابہ کرام کیا کرتے تھے حدیث میں وارد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین حضور کی صحبت شریف میں سر جھکا کر ایسے بیٹھا کرتے تھے گویا کہ انکے سروں پر پرندے ہیں نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ جب کوئی مجلس وعظ میں بیٹھے اور اُس کے سننے کی طرف دھیان نہ کرے دوسری کتاب دیکھنے یا قلم سے کوئی چیز لکھنے یا واعظ (مولود خوان) کی طرف سے منہ پھیر کر بیہودہ باتوں میں مشغول ہووے یا سو جاوے یا سننے میں سستی کرے تو اُس کو ضبط ہے نہ امانت بے وضو بھی نہ ہونا چاہیئے جنابت کی حالت میں تو ہرگز شریک نہ ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ انفاس العارفین میں تحریر فرماتے ہیں ایکروز بروقت زیارت کرانے موے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کہ جو اُن کے ہاں تھے ایک جنبی کے موجود ہونے کی وجہ سے قفل صندوقچہ نہیں کھلا رجوع بجناب احدیت کی گئی تو الہام ہوا کہ ان زائرین میں ایک جنبی ہے یہ اس کی نحوست کا سبب ہے تم سب کو غسل کا حکم دو اُن میں وہ شخص بھی غسل کریگا

چنانچہ ایسا ہی ہوا تب وہ قفل کھُلا اور نہ زیارت موئے شریف سے سب لوگ مشرف ہوئے۔ سوائے مسلمانوں تمہارے دلوں پر بھی ایسی ہی بے ادبیوں سے قفل پڑ جاتے ہیں پس ان باتوں کا بہت خیال رکھو۔

یہ کچھ اداب تو سننے والوں کے لئے بیان ہوئے اب چند باتیں سنانے والے اور پڑھنے والوں کے لئے بھی تحریر ہوتی ہیں پڑھنے والا اگر عالم باعمل ہو تب تو بہت ہی بہتر ہے تاکہ دیگر مسائل متعلقہ ضروری اور بھی بیان میں آجاویں ورنہ ہر شخص اپنے ذوق و شوق کو ذکر نبوی سے پورا کرے مگر پڑھنے والے شائقین کو اس کا خیال رہے کہ فسق و فجور میں مبتلا نہ رہیں خصوصاً ڈاڑھی نہ منڈاویں۔ بے نمازی نہ ہوں روایات موضوعہ کا ذبہ نہ پڑھیں کہ ایسی روایات کا پڑھنا اور سننا حرام ہے خوشبو ملیں اکثر بانی محفل کی طرف سے اہل مجلس کے لئے ایسا اہتمام ہوتا ہے سو اس کو اس طرح کریں کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا کر دیا جاوے وہ آنے والوں کے عطر ملتا جاوے تاکہ جو داخل ہو معطر ہو کر داخل مجلس ہو۔ حضورؐ کو خوشبو نہایت ہی پسند تھی۔ قسطلانی زرقانی وغیرہ محدثین فرماتے ہیں وَيُسْتَحَبُّ الْغُسْلُ وَالطِّيبُ لِقِرَاءَةِ حَدِيثِهِ وَرِوَايَتِهِ وَاسْتِمَاعِهِ وَيَقْرَءُ عَلٰى مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ یعنی غسل کرنا اور خوشبو لگانا حدیث کے پڑھنے اور سننے کے وقت مستحب ہے اور پڑھنے والا اونچی جگہ تخت یا چوکی یا ممبر وغیرہ پر بیٹھے یہ تعظیمی جگہ ممبر وغیرہ کی حقیقتاً حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ ہے اُس پر تعظیماً فاسق کو بٹھانا اور اُس سے مولود شریف پڑھوانا حرام ہے طحطاوی شرح مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے فِي تَقْدِيمِ الْفَاسِقِ تَعْظِيمُهُ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إِهَانَتُهُ شَرْعاً یعنی

فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ قوم پر فاسق کی شرعًا اہانت واجب
ہے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی حالت حدیث پڑھنے کے وقت علامہ زرقانی
اس طرح تحریر فرماتے ہیں وَلَا يَزَالُ يَتَبَخَّرُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلَالًا لَهٗ فَاِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ الرَّائِحَةَ الطَّيِّبَةَ فَجَعَلَ
مَجْلِسَ حَدِيْثِهٖ كَمَجْلِسِهٖ حَيًّا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی برابر سلگتی رہتی تھی
عود جب تک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فارغ ہوتے
تاکہ آپ کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کو
پسند فرمایا کرتے تھے پس آپ کی مجلس حدیث بھی ویسی ہی خوشبودار کیا کرتے
تھے جیسی آپ کی زندگی کی مجلس خوشبودار ہوتی تھی۔ راگ کے طریق پر جیسے گویے
گاتے ہیں اور تالی بجاتے ہیں ہرگز نہ پڑھے بعض علما نے مثل صاحب مدخل
وغیرہ کے جو مولود کو منع کیا ہے وہ ایسے ہی بدعات کے انضمام کیوجہ سے
کیا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ماثبت بالسنہ
کے اندر لکھا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ایسے ہی مولود
کو منع فرمایا ہے اور خوش آوازی کے ساتھ مولود پڑھنے کو جائز رکھا ہے چنانچہ
مکتوبات کی جلد ثالث میں یہ مضمون اس طرح تحریر فرماتے ہیں اندراج یافتہ بود
در باب مولود خوانی۔ در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد
نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغیر
حروف قرآن است مر التزام رعایت مقام نغمہ و تردید صوت
بآن بر طریق الحان با تصفیق مناسب آنکہ در شعر نیز غیر مباح است

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ میں اپنا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر کے ہاں سال بھر میں دو مجلسیں منعقد ہوتی ہیں ایک مجلس ذکر شہادت کی عشرہ محرم میں دوسری بارھویں ربیع الاول کو محفل میلاد شریف پھر بعد ختم قرآن مجید پنج آیتہ پڑھکر ماحضر پر فاتحہ کر دیجاتی ہے اگر کوئی خوش آوازی سے مرثیہ یا سلام پڑھتا ہے تو فقیر اور حاضرین مجلس پر کیفیت گریہ وبکا لاحق ہوتی ہے اگر یہ باتیں میرے نزدیک ناجائز ہوتیں تو میں ہرگز اقدام نہیں کرتا۔ الغرض جو باتیں کہ آپکی محبت اور عظمت اور بزرگی بڑھانے والی ہیں جیسے اونچی جگہ پر بیٹھکر مولود شریف پڑھنا مکان کو فرش وغیرہ سے زینت دینا بخورات سلگانا اہل مجلس کو معطر کرنا بعد ختم کے شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلانا۔ پنج آیت پڑھوانا یا سب اہل مجلس کا کم از کم تین تین بار درود شریف اور اسی قدر الحمد شریف و قل ہو اللہ کا ثواب حضور کی روح اطہر کو بخشنا یہ سب باتیں بلاشبہ جائز اور درست ہیں جیسا کہ تصریحات ائمہ دین اور علمائے شرع متین سے ثابت ہوا اور جو باتیں کہ منافی ادب و شریعت ہیں وہ سب نادرست اور ناروا ہیں

غزل

آج بزم شہ ذی شان ہی سبحان اللہ	ہر طرح کا سر و سامان ہے سبحان اللہ
شان عالی تری وہ شان ہی سبحان اللہ	عقل بھی اسجگہ حیران ہے سبحان اللہ
آپ کی مدح و ثنا کس سے رقم ہو شاہا	مدح میں آپ کے قرآن ہی سبحان اللہ
قوت جاں ہی ترا ذکر شہنشاہ امم	راحتِ دل ترا فرمان ہے سبحان اللہ

دربیان فضیلت حلیہ مبارک

مشکوۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہونگے دوست رکھیگا ایک انہوں سے اور آرزو کریگا کہ کاش مجھکو دیکھتا اپنے عیال و مال سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تشریح یوں کرتے ہیں یعنی اہل و عیال و مال و منال خود را ہمہ فدا میساخت و نظر بر جمال جہان آرائے من می انداخت در خواب یا در بیداری یعنی تمام ہی اہل و عیال و مال و منال اپنے کو فدا کرتا اور نظر میرے جمال جہان آرا پر ڈالتا خواب کے اندر یا بیداری کے اندر۔ خواب کے اندر نظر ڈالنا اور زیارت جمال باکمال سے مشرف ہونا تو ایک امر بے اختیاری ہے یہ دولت تو محض فضل الٰہی پر موقوف ہے۔ ہاں بحالت بیداری اختیار کے ساتھ ہر مکلف کو خیال کی آنکھ سے جمال جہاں آرائے پر نظر ڈالنا ممکن ہے جیسا کہ ترمذی نے شمائل میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند ابن ابی ہالہ سے سوال کیا اور وہ بہت وصف کیا کرتے تھے حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَاَنَا اَشْتَھِیْ اَنْ یَصِفَ لِیْ شَیْئًا اَتَعَلَّقُ بِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ اور میں چاہتا تھا کہ وہ مجھکو کچھ وصف سناویں صورت مبارکہ کا تاکہ تعلق پکڑوں میں اُس کے ساتھ۔ شارح اسکے تحت میں لکھتا ہے کہ اَحْفَظُہٗ یعنی محافظت کروں میں اُس کی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علمائے نامدار

نماز اور غیر نماز میں ہر وقت حضور ہی کے دیدار فیض بار کی طرف متوجہ ہونے
کا حکم دے رہے ہیں اور اسی اختیاری زیارت سے مشرف ہونے کو فرما رہے ہیں
چنانچہ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں وَاحْضُرْ فِیْ
قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی اے نمازی التحیات پڑھنے کے وقت
اپنے دل میں حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر کر اور حضور کی صورت
کریمہ کا تصور باندھکر عرض کر سلام آپ پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور برکات
اسکی شیخ محقق علیہ الرحمتہ اشعۃ اللمعات میں التحیات کی حدیث کے تحت میں فرماتے
ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان
است در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آن
کہ وجود نورانیت وانکشاف درین محل بیشتر وقوی تر است پھر آگے
یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ نمازی اس دید سے غافل نہ ہوئے تاکہ اس پر اسرار ظاہر
ہوں اور انوار قرب سے متنور ہو تو اس وقت بھی ہر ایک سامع حضور کے جمال
جہاں آرا پر نظر ڈالنے اور اپنے اوپر دروازے معرفت اور اسرار کے کشادہ کرنے
سے کیوں محرومی پسند کریگا لہذا مناسب ہے کہ حلیہ شریف کا بیان کیا جاوے
تاکہ اس حلیہ کے موافق ہر ایک سامع کے دل کی آنکھ جمال جہاں آرائے محبوب خدا
کی محو نظارہ ہو جاوے ؎

آنکھوں کو میسر رہے دیدار محمدؐ ✦ کانوں کو ملے لذت گفتار محمدؐ

اے عاشقان روئے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانو اور آگاہ ہو کہ ہمارے آقا

ہمارے مولا جناب حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحنا فداہ ایک آئینہ ہیں جمال الٰہی کے اور مظہر ہیں انوار لاتمناہی کے جیساکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَءَ الْحَقَّ یعنی جنے مجھے دیکھا اُس نے حق دیکھا ؎

خود حضرتِ حق شاہدِ شاہِ مدنی ہے	دعوےٰ ہے بجا کہتا جو یہ من رَأنی ہے
یہ مظہرِ حق منظرِ خلّاق غنی ہے	دامان مزمل سے جو زیب بدنی ہے
سو جاں سے فدا حضرت اُویس قرنی ہے	ویس قرنی وہ جو سہیل یمنی ہے
کہتا تہا تصور میں کہ کیا عشوہ زنی ہے	عالم کو کیا صید یہ ناوک فگنی ہے
دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے	مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دوسرا ارشاد ہے اَنَا اَمْلَحُ وَاَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ یعنی میں سب ملیحوں سے بڑھکر ملیح ہوں ملاحت ایک صفت ہے جو دیکھنے میں خوش آوے دل میں جگہ کرے ذوق حاصل ہو بیان میں نہ آسکے کبھی اُس سے سیری نہ ہو ؎

بھرے زخم دل کے ملاحت نبی کی	کرے چارہ سازی صباحت نبی کی
چمک کر یہ کہتی ہے طلعت نبی کی	کہ دیدار حق ہے زیارت نبی کی
عجب پیاری پیاری ہے صورت نبی کی	ہمیں کیا خدا کو ہے الفت نبی کی
کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہو گی	خدا کو ہے جیسی محبت نبی کی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شئے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر نہیں دیکھا آپ کا روئے مبارک البسا روشن اور تاباں تہا گویا آفتاب روئے مبارک کے اندر سیر کرتا تھا حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں ایک روز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ مخطط حلہ زیب تن کیے ہوئے جلوہ فرما تھے رات چاندنی تھی میں کبھی چہرہ مبارک کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو قسم خدا کی میرے نزدیک حضور چاند سے بہتر تھے یہ میرے نزدیک کا کلمہ آپ نے اظہار تلذذ کے لئے فرمایا ورنہ فی الواقعہ آپ سب کے نزدیک احسن واجمل تھے۔

حلیہ شریف

سر مبارک معتدل تھا نہ بہت بڑا نہ بہت چھوٹا تمام سر پر بال تھے موئے مبارک نرم اور بہت سیاہ تھے کانوں تک چھٹکے رہتے تھے مانگ نکالا کرتے تھے روئے مبارک یعنی چہرہ شریف نہ بہت گول تھا نہ لمبا روشن تھا مثل چودھویں رات کے چاند کے اطراف وجوانب میں ضو اور نور کیوجہ سے ہالہ پڑتا تھا رخسار مبارک ہموار نہایت نرم مائل بدرازی تاباں ودرخشاں تھے پیشانی شریف کشادہ تھی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب چین پیشانی مبارک پر پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑہ ہے ابروہائے مبارک باریک ودراز اور دونوں ابرو خفیف بالوں کے ساتھ ملی ہوئیں اور دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی کہ غضب کے وقت حرکت کرتی تھی آنکھیں مبارک بڑی تھیں جن میں سرخ باریک رگیں تھیں سفیدی میں ان رگوں کی سرخی پھر اس میں سیاہ پتلی ایک عجیب دلکش تھی۔ قدرتی سرگیں تھیں اور اکثر حضور نیچی نگاہ رکھتے تھے پلکیں شریف دراز تھیں اکثر نظر مبارک گوشہ چشم کے ساتھ ہوتی تھی جسکو کنکھیوں سے دیکھنا

کہتے ہیں اس دید کے وقت عشاق کے حسب حال یہ شعر تھا ہ
وز دیدہ فگندی بہ من از ناز نگاہے ؛ قرباں نگاہے تو شوم بار نگاہے
بینی شریف راست قدرے لانبی جس سے ایک نور چمکتا تھا بیچ میں سے
کسی قدر اٹھی ہوئی جو حسن میں داخل ہے دہن شریف فراخ تھا فراخ دہنی
مردوں کے حق میں حسن میں داخل ہے دندان مبارک کشادہ باآب وتاب
تھے جب حضور کلام فرماتے تو دندان مبارک سے نور ظاہر ہوتا تھا ریش مبارک
طول میں مقدار چار انگشت تھی بال بہت گھن گر تھے طول اور عرض میں سے حضور
کترواتے رہتے تھے ہمیشہ ڈاڑھی شریف نیچے کو جھکی ہوئی رکھتے تھے مونچھوں کو
ہمیشہ ترشواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی موچھوں کو کترواوے نہیں وہ ہم
میں سے نہیں اکثر علما کے نزدیک تمام سر اور ریش مبارک میں سے سترہ یا اٹھارہ
بال سفید تھے خضاب کے متعلق علمار کا اختلاف ہے مختار یہ ہے کہ کبھی رنگ
کیا اور اکثر نہیں گردن شریف نہایت سفید تھی ایسی معلوم ہوتی تھی گویا چاندی
خالص سے ہے سینہ شریف کشادہ تھا شکم شریف واسع اور نرم تھا گویا
کاغذ تہ بر تہ کئے ہوئے رکھے ہیں شکم مبارک اور سینہ مبارک برابر تھا نہ شکم
سینہ سے اونچا نہ سینہ شکم سے اونچا سینہ سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک
لکیر تھی اس کے علاوہ شکم اور سینہ پر اور بال نہ تھے بغل شریف مثل تمام بدن
کے سفید تھی اس سے نور چمکتا تھا بغل تمام آدمیوں کی متغیر اللون ہوتی ہے سوائے
حضور کے کتف شریف کتفین شریفین کے درمیان مسافت بعیدہ تھی جسکو
کشادگی سے تعبیر کیا گیا ہے کہ جو عریض الصدر کو لازم ہے درمیان دونوں

کندہوں کے مہر نبوت تھی یہ ایک گوشت کا ٹکڑا تہا شل بیضہ کبوتر کے
جس کے اوپر بال تھے اور گرد اگرد اسکے مسون کے مانند خال تھے
اُس میں لکھا تھا اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ تَوَجَّہْ حَیْثُ کُنْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ
پشت مبارک سفید وہموار گویا پگلی ہوئی چاندی سی ہے دست
مبارک طویل تھے جن میں بازو شریف سطبر ساعد شریف دراز
کف دست یعنی ہتیلیاں پُرگوشت فراخ اور نرم حضرت انس رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی دیبا اور حریر کو حضورؐ کی کف دست سے زیادہ
نرم نہین پایا اونگلیاں غلیظ بلا قصر مائل بدرازی اور بیچ کی انگلی سب سے
زیادہ لمبی تھی پنڈلیاں شریف ہموار اور صاف اور لطیف اور ابیض
اور باریک تہیں ضخیم اور پرگوشت نہ تھیں قدم مبارک نہایت خوبصورت
تھے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم احسن البشر تھے از روئے قدموں کے کفِ پا برابر نہ
تھے کسی قدر درمیان میں گڑھا تھا لیکن رفتار کے وقت پورا قدم زمین پر
بیٹھتا تھا پیچھے سے اونچا نہیں معلوم ہوتا تھا پائوں کی اونگلیاں بہی
نہایت خوبصورت تہیں ان سب میں انگوٹھے کے پاس کی انگلی سب سی
دراز تھی قد مبارک میانہ تھا مائل بدرازی لون شریف یعنی رنگ آپکا
سرخ سفید تھا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حلیہ شریف میں صفت اعضا کے اندر جہان کہیں کلانی
اور فراخی وارد ہے اُس سے وہ کلانی اور فراخی نہ سمجھی جاوے جو لازمہ

حُسن نہ ہو۔ حضور کے تمام ہی اعضا شریف معتدل اور متوسط تھے کہ
جو حُسن اور جمال فضل وکمال کو لازم ہیں پھر اس پر ہر ایک عضو شریف
کی ادائے دلکش وناز کی دلربا علیحدہ علیحدہ ہے کہ جو بیان میں نہیں
آسکتی ہے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ؎ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

الغرض نقاش ازل اور صانع قدرت نے ایسا نقش حسین وجمیل صفحہ عالم
پر کھینچا اور نہ کھینچیگا ہے

ہے حسینانِ جہاں میں تجھکو حاصل برتری ہے قد رعنا ترا سرو ریاض سروری
خالِ رخ خوبی ہے تو اے شمع بزم دلبری اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری
ہر چند وصفت میکنم لیکن ازاں بالاتری

ہاں زیب دیتی ہے تجھی پہ سند پیغمبری ہیں نور حسن رخ سے ترے شمس و قمر اور مشتری
کس کو جہاں میں آج ہے تجھ سے مجال ہمسری تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
وز ہر چہ گویم برتری حقا عجائب دلبری

تو ہے رسول محتشم سلطان دین شاہ امم ہاں تجھکو کہتے ہیں سبھی مہر عرب ماہ عجم
یہ جھوٹ میں کہتا نہیں ای شاہ خالق کی قسم آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

رفتار شریف ہوتی تھی یعنی بقوت تمام قدم شریف اٹھاتے تھے بلا استرخا
اور بلا اضطراب کے جس میں سکون اور وقار ہوتا تھا کچھ تھوڑی سی سرعت
بھی ہوتی تھی اس رفتار کی اللہ پاک قرآن مجید میں تعریف فرماتا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا لباس شریف میں یہ چیزیں تھیں جبہ قبا کرتہ عمامہ رِدا. تہبند موزہ نعل ان سب میں کرتہ حضور کو بہت ہی محبوب تھا جسکے گریبان اور سینہ پر تکمہ ہوتا تھا اور آستین اس کی پہونچوں تک ہوتی تھی عمامہ شریف سات گز کا ہوتا تھا۔

ترجیع بند

قد رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن
سرمگین آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون

وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبینِ روشن
اور مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن

وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن
دلربا یہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن

مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریبان کفن
اوٹھ چلے قبر سے بیتاب زبان پر یہ سخن

سلام — مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی — علی النبی

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

معنے قدرئی مقصدِ ما طغیٰ
نرگس باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے چراغ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

اُن کے خط کی سہولت پہ بیحد درود
اُن کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چاند سے مُنہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل مرہمِ ریشِ دل
ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جسکی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جسکے پانی سے شاداب جان و جناں
اُس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جسکو سب کُن کی کنجی کہیں
اُس کی نادر حکومت پہ لاکھوں سلام

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حجر اسود کہ ہی کعبۂ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینۂ علم پشت حضور
پشتیِ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایماں دونوں ستون
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جسکے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم
اُس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی تراوت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا ۔۔۔ اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچکر بندھی ۔۔۔ اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

انبیا طے کریں زانو اُنکے حضور ۔۔۔ زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم ۔۔۔ شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی اللہ نے خاکِ گذر کی قسم ۔۔۔ اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود ۔۔۔ بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

اونکے ہر نام و نسبت پہ نامی درود ۔۔۔ اُن کی ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

اُن کے مولا کے اُن پر کروڑوں درود ۔۔۔ اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب ۔۔۔ تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

سلّموا یا قوم بل صلّوا علی الصدر الامین ۔۔۔ مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

بیان اوصاف حمیدہ و اخلاق عظیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اے عاشقانِ روئے احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بیان تو حسن ظاہری کا ہوا اب تھوڑا سا بیان حسن باطنی کا بھی سُن لو جسکو سیرت اور اخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اُسی طرح رات کے اندھیرے میں بھی دیکھتے تھے آپ نے ثریا کے اندر گیارہ ستارے دیکھے اور سہیل ہیں بارہ۔ بہ سبب غایت حضور اور حیا کے اکثر نظر مبارک

زمین کی طرف رہتی تھی اور وہ جو بعض احادیث مین آیا ہے کہ آپ سمان
کی طرف دیکھا کرتے تھے شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ
بسبب انتظار وحی کے ہوا کرتا تھا اور جس طرح آپ سامنے سے دیکھا کرتے
تھے پیچھے سے بھی ویسی ہی دیکھتے تھے غرض پس وپیش غائب وحاضر تاریکی
وروشنائی سب آپ کے نزدیک یکساں تھی چنانچہ خود حضور فرماتے ہیں
کہ میں دیکھتا ہوں اُس چیز کو کہ تم نہیں دیکھتے ہو اور سنتا ہوں اُس چیز کو
کہ تم نہیں سنتے ہو۔ میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں اور آسمان
کو سزاوار ہے کہ وہ چرچراوے کیونکہ آسمان پر چار انگل جگہ نہیں ہے کہ
فرشتے اپنی پیشانی اُس پر رکھکر سجدہ ادا کریں۔ ایک روز حضور نے چاہا کہ ایک
عورت کو اپنے نکاح میں لاویں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس عورت کی
دیکھنے کے لئے بھیجا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو دیکھا تو آپ کی نظر میں
نہایت خوبصورت دکھلائی دی مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہ چاہا
کہ اس کی خوبی حضور کے روبرو بیان کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے یہ کہا کہ میں نے اُس عورت کے اندر صفائی مشاہدہ نہیں کی حضرت نے
فرمایا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ اے عائشہ کیا تو نے اُس کے بائیں
رخسار پر خال نہیں دیکھا کہ اسکے سبب سے تو تعجب میں آئی اور تیرے بدن
پر بال کھڑے ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ واللہ کوئی
بھید آپ پر اللہ کے بھیدوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حضور کبھی قہقہ کے
ساتھ نہیں ہنسے اکثر تبسم اور گاہ گاہ ضحک فرمایا۔ تبسم لب شیریں کرنے کو کہتے

ہیں اور ضحک خفیف آواز کے ساتھ جس میں دانت نظر آجاویں اور قہقہ بلند آواز سے ہنسنے کو کہتے ہیں۔ مدارج میں ہے کہ آپکا بکا یعنی گریہ جنس ضحک سے تہا آنسو آنکھ سے جاری ہو جایا کرتے تھے اُس وقت سینہ شریف سے ایک آواز مثل دیگ کے جوش ہونے کی سی آیا کرتی تھی یہ گریہ کبھی تجلی صفات جلالی کی وجہ سے اور کبھی امت پر شفقت کی وجہ سے کبھی میت پر رحمت کی وجہ سے ہوتا تہا اکثر قرآن مجید سننے کے وقت میں ہوتا تھا۔ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمائی نہیں آئی آپ فرماتے ہیں کہ چھینک رحمان کی طرف سے ہی اور جمائی شیطان کی طرف سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی احتلام بھی نہیں ہوا کبھی آپ کے جسم شریف پر مکھی نہیں بیٹھی جسم شریف کا سایہ نہ تہا آپ کی آواز مین نہایت ہی حلاوت تھی وعظ اور نصیحت کے وقت سب آدمیوں کو برابر پہنچا کرتی تھی ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منا میں خطبہ پڑھا سب ہی دور و نزدیک کے آدمیوں نے سُنا۔ ادائیگی مخارج حروف کے اندر آپ کے برابر کوئی بھی قادر نہ تہا فصاحت و بلاغت تو آپ کی وہ ہی کہ نہ کسی کے فکر کو رسائی اور نہ کسی کے اندیشہ کو۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کبھی ہمارے درمیان سے نہ کہیں باہر تشریف لے گئے اور نہ ملکوں مین پھرے پھر یہ فصاحت اور بلاغت آپ کو کہاں سے آئی تو آپ نے فرمایا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ یعنی میرے رب نے مجھے ادب سکھلایا۔ علم ادب اس کو کہتے ہیں کہ جو زبان عرب مین فصاحت اور بلاغت سے تعلق رکھے۔ صحیحین میں ہے میں بھیجا گیا ہون ساتھ جامع

کلمات کے یعنی میری ایک بات سے بہت سی باتیں سمجھی جا سکتی ہیں ؎
اُن کی پیاری فصاحت پہ لاکھوں درود ؛ اُن کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اُن کی باتوں کی لذت پہ بحید درود ؛ اُن کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
آپ کے تمام جسم میں وہ خوشبو آتی تھی کہ نہ کسی عطر میں تھی اور نہ عنبر اور مشک
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی اصحاب میں سے حضور
کی ملازمت کا قصد کرتا اور حضور کو دولت خانہ پر نہیں پاتا تو خوشبو کے نشان
کے ساتھ پہنچ جاتا کیونکہ جہاں سے حضورؐ گذرتے تھے وہ گلی اور راستہ مہک
جایا کرتا تھا۔ حضور کے تمام ہی فضلات پاک اور طیب ہیں جیسا کہ کتب فقہ
میں درج ہے۔ مدارج میں ہے کہ ایک عورت نے حضور کا پیشاب شریف
پی لیا تھا آپ نے فرمایا کہ اب تو کبھی بیمار نہ ہوگی چنانچہ وہ مرض الموت کے
سوا کبھی بیمار نہ ہوئی ایک شخص نے آپ کا بول شریف پی لیا تھا چند پشت تک
اُسکی اولاد میں سے خوشبو آتی رہی۔ ایک صحابی نے حضورؐ کا خون جبکہ آپ نے
پچھنے لگوائے تھے پی لیا تھا تو حضور نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ دنیا میں اہل
بہشت سے دیکھے وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام
نے اپنے والد ماجد سے دریافت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جب باہر تشریف لاتے تھے تو کیا کرتے تھے اور جب گھر میں رہتے تھے
تو کیا کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ آپ کے اوقات کے
تین حصے تھے ایک حصہ عبادت کا کہ جو بے مداخلتِ خلق اور نفس کے تھا
دوسرا حصہ اہل وعیال کے حقوق میں اور ان کی مخالطت اور مباشرت

میں صرف ہوتا تھا تیسرا حصہ واسطے ادائیگی حقوق نفس کے شل استراحت
خواب وغیرہ کے تھا حضور اپنے دست مبارک سے پیوند لگا لیا کرتے تھے
اور کپڑے دہو لیا کرتے تھے دوستوں کی تیمارداری اور غمخواری میں مشغول
رہتے تھے غضب کے وقت کسی کو آپ کے پاس کھڑے ہونے کی تاب
نہیں ہوتی تھی اچھی چیز کی تعریف فرماتے اور بُری چیز کی برائی ظاہر فرما دیتے
تھے سوائے کھانے کے اگر مرغوب خاطر شریف نہ ہوتا تو آپ اٹھ کھڑے
ہوتے یا تناول نہ فرماتے۔ بیٹھنے میں کوئی جگہ تعین نہ فرماتے تھے کہ جس سے
امتیاز حاصل ہو اشارہ کے وقت میں پوری ہتیلی سے اشارہ فرمایا کرتے تھے
تعجب کے وقت میں داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتیلی پر مارا کرتے
تھے خوبصورت شئے کے دیکھنے کے وقت میں آنکھیں بند کر کے تلذذ حاصل
کیا کرتے تھے غرض آپ کے ہر ایک اوصاف عادتی میں وہ ادائے محبوبانہ
اور جذبات دلربایانہ تھے کہ کسی معشوق اور محبوب کی اداؤں سے مماثلت
ومشارکت ممکن نہیں ؎

ہر ادا میں ہے دلربائی خاص ؛ جسکو دل جانے یا خدا جانے

اخلاق عظیمہ کا تو ذکر ہی کیا ہے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے
اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی اے حبیب آپ بہت بڑے خلق پر ہیں۔ جسکو خود رب
العزت بڑا فرماوے اُس کے اعلیٰ اعظم۔ اکمل۔ احسن۔ اجمل واقویٰ ہونے
کا کیا ٹھکانا ہے حدیث شریف میں وارد ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ
یعنی میں اخلاق کی خوبیوں کو پورا کرنے کے واسطے پیدا کیا گیا ہوں پس

جو کچھ خزانۂ قدرت اور مرتبۂ امکان میں کمالات سے متصور ہے وہ سب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ تمام انبیا ورسل اقمارِ آفتابِ کمال اور مظاہرِ انوارِ جمالِ محبوبِ خدا ہیں ؎

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن ٭ مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ قَدْرَ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ۔

مشکوۃ شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور کے اخلاق کی بابت کچھ فرمایئے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر مکارم اخلاق اور محامدِ صفات مذکور ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سب ہی صفات کیسا تھ متصف تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم خاص سرکار بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی دس برس خدمت کی اس عرصہ میں مجھ سے کبھی اُف نہیں فرمایا نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کس واسطے کیا اور نہ یہ کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نقصان ہونے پر بھی حضور نے ہر گز کسی خادم اور خادمہ کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا۔ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جا رہا تھا حضور نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے (نجران ایک گانوں کا نام ہے) جسکے کنارے سخت اور موٹے تھے پیچھے سے ایک اعرابی نے اُس چادر کو پکڑ کر ایسا کھینچا کہ حضور کے کندھے مبارک پر نشان پیدا ہو گیا

اُس بدوی نے کہا اے محمد حکم دیجئے تاکہ مال خدا سے جو آپ کے پاس ہی کچھہ مجھکو دیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پس حضور نے اعرابی کی طرف دیکھا اور ہنسے پھر حکم دیا اس کے لئے بخشش کا صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب مین لا نہیں فرمایا اسی مضمونِ حدیث کو کسی شاعر نے شعر کے اندر ادا کیا ہی ؎

نہ رفت کلمہ لا بر زباں اوہر گز ۔ مگر باشہد ان لا الہ الا اللہ

مسلم شریف میں ہی کہ ایک شخص نے بکثرت بکریاں طلب کیں حضور نے اس قدر عطا کیں کہ وہ اپنی قوم میں جاکر کہنے لگا کہ اے قوم مسلمان ہوجاؤ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بخشش کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے ہیں ؎

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے	ہمکو معلوم ہے دولت تری عادت تیری
تو ہی ہے ملکِ خدا ملک خدا کا مالک	راج تیرا ہے زمانہ مین حکومت تیری
گٹھریاں بندھ گئیں پر ہاتھ ترا بند نہیں	بھر گئے دل کہ بھری دینے سے نیت تیری
دونوں عالم کے سب ارماں نکالے تو نے	نکلی اس شان کرم پر بھی نہ حسرت تیری

آپ کی داد و دہش جب حد سے بڑھ گئی تو خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے منع فرمایا فَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا اے پیارے اتنا مت دو کہ ملوم اور محصور ہوکر بیٹھ جاؤ تفسیر حسینی میں اس آیۃ شریفہ کا شان نزول لکھا ہی کہ کہ ایک عورت مسلمہ نے ایک یہودیہ عورت سے کہا کہ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسے علیہ السلام سے زیادہ سخی ہیں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت یہ تھی کہ جو چیز آپ کے خرچ سے بچ رہتی
تھی اُس میں آپ نے کسی سائل کو رد نہیں کیا اور اگر کچھ نہ ہوتا تو اچھی بات
سے سائل کو خوش کر دیتے تھے القصہ یہودیہ عورت نے آزمائش کیلئے
اپنی لڑکی کو حضوری میں بھیجا اُس نے حضوری میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری
ماں اس پیرہن شریف کو جس کو حضور زیب تن کئے ہوئے ہیں طلب کرتی
ہے آپ نے فرمایا پھر آئیو جب وہ پھر حاضر ہوئی اور پیرہن شریف طلب کیا
تو آپ حجرہ مقدسہ میں تشریف لے گئے اور پیراہن شریف اتار کر اُس لڑکی
کے حوالہ کیا اور آپ برہنہ حجرہ کے اندر بیٹھ گئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے
اقامت نماز شروع کی تمام صحابہ تشریف آوری کے منتظر رہے حضور برہنگی
کے سبب باہر تشریف نہیں لائے کہ آیتہ مذکورۃ الصدر نازل ہوئی مشکوۃ شریف
میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی بڑا عالم تھا حضور
پر اُس کے کچھ دینار قرض آتے تھے اُس نے قرضہ کا تقاضہ کیا فرمایا میرے
پاس کچھ نہیں ہے اُس نے کہا میں آپ سے جدا نہیں ہونگا جب تک میرا
قرضہ نہیں ادا کر دیا جائیگا آپ نے فرمایا میں بھی تیرے پاس بیٹھتا ہوں چنانچہ
آپ اُس یہودی کے پاس بیٹھ گئے اور پانچ نمازیں آپ نے وہاں ادا کیں
ظہر سے فجر تک گویا تمام رات اور آدھے دن اُس کے پاس تشریف فرما رہے
صحابہ اس یہودی کو ڈرلتے تھے پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہودی
قید کریگا اور آپ کو باہر نکلنے سے منع کریگا تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو میرے پروردگار
نے ظلم سے منع کیا ہے اور یہ ظلم ہے کہ اُس کا دین ادا نہ کروں اور اُس سے

جدا ہو جاؤں جب دن نکلا تو یہودی نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور عرض کیا کہ آدہا مال میرا اللہ کی راہ میں تصدق
ہے آگاہ ہو قسم خدا کی جو کچھہ میں نے کیا اسلئے کیا کہ دیکھوں آپ کی صفت جو
توریت میں لکھی ہے اور وہ صفت یہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ مکہ میں اُن کی
ولادت ہی۔ مدینہ میں اُن کی ہجرت اور شام ان کا ملک ہی وہ درشت خو اور
سخت کلام نہیں ہیں بازاروں میں چیخنے چلانے والے نہیں ہی بیہودہ بات
اور حد ادب سے گذرنے والے نہیں ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ میرا مال ہی جو آپ کی رائے مبارک میں آوے کیجئے۔
حیا کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باکرہ
لڑکی اپنے پردہ میں ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے بھی زیادہ شرمیلے
تھے (مشکوٰۃ) عفو کی یہ کیفیت کہ غزوہ احد میں کفار ناہنجار سے جو کچھہ مظالم محاربہ
اور مقاتلہ میں ظہور میں آئے وہ سب کچھہ اٹھائے یہاں تک کہ دندان مبارک
کے شہادت کی بھی نوبت پہنچی اُس وقت صبر اور عفو ہی نہیں بلکہ شفقت اور
رحمت کے تقاضہ سے اُن کو اُس جہل اور ظلم میں معذور جانکر اُن کے حق میں
دُعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی اے اللہ میری قوم کو
ہدایت کر کہ وہ مجھکو نہیں جانتے۔ ایک روایت میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ بھی آیا
ہے یعنی اے اللہ ان کو بخشدے۔ صحابہ پر یہ شاق گذرا عرض کیا یا رسول اللہ
کاش کہ حضور بددعا فرماتے تاکہ یہ سب ہلاک ہو جاتے فرمایا میں لعنت اور
بددعا کرنے والا نہیں پیدا ہوا ہوں بلکہ داعی بحق اور رحمت عالم ہو کر آیا ہوں

سبحان اللہ کیا حلم اور صبر اور رحمت ہی کیوں نہ ہو اللہ تبارک وتعالیٰ آپکی شان میں ارشاد فرمارہا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی ہم نے تم کو اے حبیب عالم کے لئے رحمت کرکر بھیجا ہے اور فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی اللہ تو ایسا نہیں کہ اُن کو عذاب دے حالانکہ آپ اُن میں موجود ہیں الغرض آپ کے اوصاف اور اخلاق سب معجزات کی قسم سے ہیں کہ جنسے قوت بشری عاجز ہے لہذا اس جگہ اسی قدر کافی ہیں باقی کچھ معجزات میں بیان کئے جاوینگے

تری صورت تری سیرت زمانہ سے نرالی ہے	تری ہر ہر ادا پیاری دلیل بے مثالی ہے
تجھی کو خلعت یکتائی عالم ملا حق سے	ترے ہی جسم پر موزوں قبائے بے مثالی ہے

سَلِّمُوْا يَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِيْنِ ۔ مُصْطَفٰى مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ

اے مظہر ذات خدا اے مشرق نور خدا	اے منبع نور وضیا اے معدن جود وسخا
اے خواجہ ہر دوسرا اے پیشوائے انبیا	اے رہنمائے اتقیا اے مقتدائے اصفیا
اے مجتبےٰ اے مصطفےٰ اے مرتضےٰ ای مقتدا	اے ملتجا اے منتجا اے مبتغیٰ اے مرتضےٰ
خیر الوریٰ نجم الہدیٰ شمس الضحےٰ عین التقےٰ	بحر العطےٰ غیث الندا اے طور العلا نور السما
ہم مبدء عالم توئی ہم منشاء آدم توئی	ہم مظہر اعظم توئی مصباح کنز اختفا
اے حسن تو آرام جان عشاق ویت الن وطن	دیدہ زمین وآسمان از حسن رویت انجلا
انوار تو محبوب حق اظہار تو مطلوب حق	دیدار تو دیدار حق اے مظہر نور خدا
دارم ہوائے روئی تو افتادہ ام در کوئی تو	جان میدہم بر بوئے توای بر خت صد جان فدا

اے جان من جانانِ من وے دین من ایمان من	اے جان من لے جان من صد جان جان بر تو فدا
اے جان جتی رام تو مرغ دلش در دام تو	جان می دہد بر نام تو این است این را مدعا

بیان پیدائش نور مبارک و تحویل نور مبارک آدم علیہ السلام

واز آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ

مشکوۃ شریف میں حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اُس چیز سے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے ساری ہی مخلوقات سے پہلے پیدا کیا تو آپ نے فرمایا وہ نور تیرے نبی کا ہے۔ مسند عبدالرزاق میں حضرت جابر سے اس طرح روایت ہی کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اپنے ماں باپ کو آپ پر سے فدا کروں یہ تو فرمائیے اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا کی تو حضور نے فرمایا کہ اے جابر سب سے اول اللہ تعالےٰ نے تیرے نبی کی نور کو اپنے نور سے پیدا کیا پھر یہ نور قدرت الٰہی سے پھرتا رہا جب تک اللہ نے چاہا اور اُس وقت لوح و قلم اور جنت اور دوزخ اور فرشتے اور زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور انس و جن سے کچھ نہیں تھا۔ پس جب اللہ تعالےٰ نے مخلوقات پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اُس نور کے یعنی اسپر کچھ زیادہ کرکے اُس نور کے چار جزو کیے ایک جزو سے قلم اور دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے جزو کو چار حصہ بنایا پس اول سے عرش کے اٹھانیوالے یعنی آٹھ فرشتے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کیے پھر چوتھے جزو کے چار اجزا کیے اول سے آسمانوں کو دوسرے سے زمینوں کو تیسرے جزو سے جنت و دوزخ کو پیدا کیا پھر چوتھے جزو سے مومنوں کی آنکھوں کی بینائی

اور مومنوں کے دلوں میں نور معرفت کو اور اُن کی زبانوں کا نور کہ وہ کلمہ
توحید ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیدا کیا یہ حدیث مواہب لدنیہ
میں ہے جس کی شرح علامہ زرقانی یوں کرتے ہیں کہ مِن نورہ میں جو اضافت
نور کی ذات خداوندی کی طرف ہے وہ اضافت تشریفی ہے جیسے آیتہ وَ
نُفِخَ فِیْہِ مِنْ رُّوحِہٖ میں ہے اس سے ظاہر کرنا اس بات کا مقصود ہے کہ
آپ کی پیدائش ایک عجیب چیز ہے اور آپ کی خاص شان ہے اور آپ کو
بارگاہ الٰہی میں خاص مناسبت ہے اور یہ بھی بیان کرنا منظور ہے کہ آپ کے
نور کو اپنے نور سے پیدا کیا پھر زرقانی لکھتے ہیں کہ بِمَعْنٰی اَنَّھَا مَادَّۃٌ خَلَقَ نُوْرَہٗ
مِنْھَا بَلْ بِمَعْنٰی تَعَلُّقُ الْاِرَادَۃِ بِہٖ بِلَا وَاسِطَۃِ شَیْئٍ فِیْ وُجُوْدِہٖ یعنی اس اضافت
سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ کا نور مثل مادہ کے ہے جس سے آپ کا نور پیدا
ہوا بلکہ اس اضافت سے یہ مراد ہے کہ ارادہ الٰہی کا تعلق آپ کے وجود سے
بلا واسطہ کسی شئے کے ہوا صوفیائے کرام اسی نور کو جو سب سے اول و آقدم
ہے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور یہی تعینات میں اول تعین ہے کہ جو محیط تمام
تعینات کو ہے اور سبب ظہور جملہ موجودات کا ہے اور یہی مرتبہ مظہر اتم مرتبہ
اسم اللہ کا ہے پس جس طرح کہ اسم اللہ کہ رب محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) مرتبہ
وجوب میں اول و اشمل تمام اسمائے واجبہ کا ہے اسی طرح یہ حقیقت محمدیہ
جو مربوب اسم اللہ کی ہے (جل شانہ)، مرتبہ امکان میں اول و اشمل تمام ظہورات
اسمائیہ کی ہے کہ جو مسمیٰ عالم سے ہے۔ الغرض آپ کی اوّلیت تمام ہی امت
کے نزدیک مسلم ہے اور اسی نور سے تمام مخلوقات علوی سفلی ارواح اشباح

عرش کرسی لوح قلم بہشت دوزخ فلک ملک جن انس زمین آسمان دریا پہاڑ درخت وغیرہ سب ہی کچھ پیدا ہوئے ہ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نُورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمیں در حُبِّ او ساکن فلک در عشق او شیدا

محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
کزو شد بود ہر موجود وزو شد دیدہا بینا

اگر ذاتِ محمدؐ را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و شوکت
نہ عیسٰے آن مسیحا دم نہ موسیٰ آن ید بیضا

زشرح سینہ اش جامی اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ برخواں
زمعراجش چہ میپرسی کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی

مواہب میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کے نور کو پیدا کیا اور اس سے انوار انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور سے فرمایا کہ ان انوار کو ملاحظہ کیجئے پس آپ کے نور نے سب کے نوروں کو ڈہانک لیا اس وقت سب نے عرض کیا کہ الٰہی یہ نور کس کا ہے جسکے نور نے ہمارے نوروں کو چھپا دیا ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہ نور محمد بن عبداللہ کا ہے اگر اس پر ایمان لاؤ تو تم کو انبیا کرتا ہوں سب نے عرض کیا کہ یارب ہم سب اس کی نبوت پر ایمان لائے پس رب العزت جل وعلا نے فرمایا کہ میں گواہ ہوا تمہارے اوپر یہ ہیں معنی قول سبحانہ تعالےٰ کے کہ جو ارشاد ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی الانبیا ہیں یہی وجہ

ہے کہ آپ نے شب اسرا میں تمام انبیا کی امامت فرمائی اور قیامت میں تمام ہی انبیا آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے حدیث شریف میں وارد ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یعنی میں نبی تھا اور آدم درمیان روح اور جسد کے تھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آپ کی نبوت ملائکہ اور ارواح انبیا میں ظاہر تھی بلکہ روح مبارک اُس عالم میں مربی اور مفیض ارواح انبیا تھی

نظم

از فروغ تست روشن دین ودنیا ہر دو جا
برتو بادا از خدا صلوٰۃ یا بدر الدجے

کے ملک کردے بہ پیش آدمِ خاکی سجود
نور تو در وے نبودی گر ودیعت ای ھدے

از بہار لطف تو سرسبز باغ کائنات
وز نسیم فیض تو شاداب تر روض الصفا

پے نہ بردے ہیچکس تا منزل حق الیقیں
گر نبودے ذات پاکت اندریں رہ مقتدا

صَلَوَاتُ[ا] اللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَاَنْبِیَاءِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

مدارج میں ہے کہ جب حضرت حق سبحانہ نے حضرت اٰدم صفی اللہ کو پیدا کیا تو اُس نور کامل السرور کو حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں رکھا ایک روایت میں آیا ہے کہ پشت میں رکھا اور پیشانی مبارک میں

[ا] نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جس نے دن میں تین دفعہ اور جمعہ کو سو مرتبہ اس درود شریف کو پڑھا گویا اُس نے تمام خلائق کی درود حضرت پر پڑھی اور قیامت کے دن حضور اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ لیکر جنت میں داخل کریں گے اور حضور کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

رکھا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ پشت میں رکھا اور پیشانی سے وہ نور
چمکتا تھا پھر تمام ہی بدن میں وہ سرایت کر گیا حق تعالےٰ نے اُس نور کی برکت
سے حضرت آدمؑ علیہ السلام کو جمیع مخلوقات کے اسمار تعلیم فرمائے اور ملائکہ
کا مسجود گردانا بعد ازاں حضرت شیث علیہ السلام پر منتقل ہوا پھر اسی طرح
اصلاب طاہرہ اور ارحام فاخرہ میں انتقال فرماتا ہوا حضرت عبد المطلب
کی صلب مبارک میں نزول اجلال فرمایا مواہب لدنیہ میں ہے کہ نور مبارک
جب حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایکدن حطیم میں
سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے
اور حسن وجمال کا لباس زیب ہے اس حال کو دیکھکر اُن کو سخت حیرت ہوئی
اُن کے والد اُن کو کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا
انھوں نے جوابدیا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ انھوں
نے اول قیلکہ سے نکاح کیا اور جب اُن کی وفات ہو گئی تو فاطمہؓ سے نکاح کیا
جن سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ حضرت عبد المطلب کے بدن سے مشک
کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آپ کی پیشانی میں چمکتا
تھا جب قریش میں سخت قحط پڑتا تھا تو عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی
جانب جاتے تھے اور ان کے ذریعہ حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے تھے
اور بارش کی دُعا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت
سے اُن کو باران عظیم مرحمت فرماتا تھا۔ شواہد النبوۃ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے
کہ جب نور پر سرور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد المطلب کی پشت سے

آپکی دادی فاطمہ کے رحم میں منتقل ہوا اور آپ کے والد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو اہل کتاب نے فوراً احدود شام کے اندر ایک دوسرے کو مطلع کیا کہ پیغمبر آخرالزمان کے والد ماجد مکہ معظمہ کے اندر ظاہر ہوگئے ہیں۔ اُن لوگوں نے کتب آسمانی کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ جس وقت جبہ خونی حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا جو اُن کے ہاں تبرکاً رکھا ہوا تھا پھر تازہ خون آلود ہوجاوے وہ وقت نبی آخرالزمان کے والد کی پیدائش کا ہوگا چنانچہ بعد معلومہ اس علامت کے سب نے حضرت عبداللہ کی ولادت پر اتفاق کیا اب آتش حسد کانونِ سینہ کے اندر مشتعل ہونے لگی عداوت اور دشمنی سے قتل کی فکر میں رات دن رہنے لگے چند بار اسی ناپاک ارادہ سے مکہ میں آئے گئے بہ برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ پر قابو نہ پایا ایک روز دلاوران یہود نے آپس میں بیعت کی کہ جب تک اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں ہرگز شام کو واپس نہ لوٹیں آخر روانہ مکہ مکرمہ ہوئے اور راتوں خفیہ خفیہ منزل طے کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے اور منتظر فرصت اور موقع کے رہے حضرت عبداللہ ایک دن شکار کے واسطے تنہا جنگل میں تشریف لے گئے یہودیوں نے اُس وقت کو غنیمت جانکر حضرت عبداللہ پر حملہ کیا اتفاقاً اُسی دن اسی جنگل میں وہب بن عبد مناف حضرت آمنہ خاتون کے والد بھی شکار کے لئے جانکلے دیکھتے کیا ہیں کہ یہود سراپا غنود تلوار زہر آلود کھینچکر حضرت عبداللہ کی طرف بقصد ہلاکت متوجہ ہوئے باقتضائے حمیت عرب انھوں نے چاہا کہ یہودیوں کے حملہ کو دفع کریں کہ اچانک ایک جماعت غیب سے ابلق گھوڑوں پر سوار

آموجود ہوئی اور اُن سب کو آپ سے جُدا کر دیا۔ وہب بن عبد مناف نے جو یہ کیفیت دیکھی متحیر ہو گئے اور دل میں ٹھان لی کہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح ان کے ساتھ کرونگا گھر میں پہنچکر اپنی بیوی سے تمام قصہ بیان کیا اور اُن کو عبد المطلب کی خدمت میں اس مطلب کے لئے بھیجا۔ مادر آمنہ نے صورت حال عبد المطلب سے بیان کی عبد المطلب پہلے ہی اپنی بیوی سے کہ جو حضرت آمنہ کے چچا کی بیٹی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں اِن کی خوبی صورت اور پاکیزگی طینت سن چکے تھے نیز دیگر عورات قبیلہ نے بھی اس امر پر اتفاق کیا کہ فی الواقعہ اس زمانہ میں آمنہ خاتون سے بڑھکر کوئی عورت اطیب واشرف وعاقلہ نہیں ہے پس عبد المطلب اس امر پر راضی ہو گئے

نسب نامہ پدری حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضر بن نَزَار بن مَعد بن عدنان یہانتک تو تمام محدثین اور مورخین کا اتفاق ہے اسکے آگے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ تک اور اُن سے آگے حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک تکثیر اور تقلیل تقدیم اور تاخیر اسماء کے اندر اختلاف ہی۔

نسب نامہ مادری حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن فاطمہ بنت عمرو بن عمران بن مَخزوم بن یَقظہ بن مُرّہ۔

پھر اس کے آگے وہ ہی جو حضورؐ کا نسب شریف ہے (معارج)

نسب نامہ پدری حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا

حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زُہرہ بن کِلاب۔ پھر آگے وہ ہے جو حضور کے نسب نامہ میں ہے۔ (معارج النبوۃ)

نسب نامہ مادری حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا

حضرت آمنہ بنت مُرہ بنت ام حبیبہ بنت قلادہ بنت امیمہ بنت دب بنت عاتکہ بنت عوف بن لُوی۔ پھر آگے وہ ہے جو حضور کا نسب نامہ ہے (معارج)

حضرت عبداللہ کی عمر اُس وقت پچیس یا تیس برس کی تھی حضرت عبداللہ کی صورت اور صفائی سیرت سارے قریش میں ممتاز اور مشہور تھی بوجہ اس کے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شعاعیں اُن کی طلعت زیبا سے نمودار تھیں اقارب واجانب آپ کی دامادی کی دل سے خواہش رکھتے تھے بتخانہ میں اگر جا نکلتے تو بتوں کے اندر سے فریاد پیدا ہوتی کہ اے عبداللہ ہرگز ہمارے پاس نہ آئیے کہ آپ کی پیشانی میں نور رسول آخر الزمان ہے کہ ہلاکت بتوں اور بت پرستوں کی اُس کے ہاتھ ہے

صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رَاْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ ؛ مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاْسِ

رحمت بھیج اے پروردگار آدمیوں کے گروہ کے سردار پر ؛ جن سے خلقت کو امن ہے زمانہ شدت میں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَصَلِّ

عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ

بیان تحویل نور مبارک از صلب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ در بطن شریف آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا

کیا مژدۂ جاں بخش سنائیگا قلم آج ‏ ‏ ‏ کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہی قدم آج

آمد ہے یہ کس بادشہ عرش مکاں کی ‏ ‏ ‏ آتے ہیں فلک سے جو حسینان ارم آج

کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں ‏ ‏ ‏ آتا ہے نظر نقشۂ گلزار ارم آج

نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ ‏ ‏ ‏ اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

کس چاندنی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہی ‏ ‏ ‏ ہر بام پہ ہے جلوہ نما نور قدم آج

کھلتا نہیں کس جان مسیحا کی ہی دعوت ‏ ‏ ‏ بت بولتے ہیں قالب بیجاں میں ہی دم آج

بت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہی ‏ ‏ ‏ مل مل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نغمہ کہ ہوا لوث سے میں پاک ‏ ‏ ‏ بت نکلے کہ آئے مری مالک کی قدم آج

تسلیم میں سر وجد میں دل منتظر آنکھیں ‏ ‏ ‏ کس پھول کے مشتاق ہیں مرغان حرم آج

ظاہر ہے کہ سلطان دو عالم کی ہے آمد ‏ ‏ ‏ کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علم آج

ہان مفلسو خوش ہو کہ ملا دامن دولت ‏ ‏ ‏ تر دامنو مژدہ کہ اٹھا ابر کرم آج

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ منا میں جمرۃ الوسطی کے قریب حضرت عبد اللہ کا نکاح بی بی آمنہ کے ساتھ شب جمعہ کو منعقد ہوا اور اسی منزل مین شب زفاف واقعہ ہوئی اور اسی شب میں ؎

بساعتیکہ تفاخر کنند بان انجم ‏ ‏ ‏ بطالعیکہ تولد کنند بداں تقویم

نطفہ زکیہ مصطفویہ و درہ مبارکہ محمدیہ نے شکم آمنہ کے اندر انتقال فرمایا حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ اس شب کو شب قدر سے فاضلتر فرماتے ہیں کہ خیرات وبرکات وکرامات وسعادات جیسی شب جمعہ میں مومنوں پر نازل ہوئی ہیں قیامت تک کسی رات میں نہیں ہوتی ہیں اس رات میں دو سو عورتیں رشک کی وجہ سے مرگیئں اور چند خواتین محتشمہ قریش مرض طیش میں مبتلا ہوئیں آسمانوں پر ملائکہ نے فرش انبساط بچھایا۔ جبریل علیہ السلام نے نزول فرماکر ایک علم سبز بام کعبہ پر نصب کیا اور تمام روئے زمین پر بشارت پہنچائی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آمنہ کے شکم کے اندر منتقل ہو گیا تخت ابلیس لعین اوندھا ہو گیا چالیس شبانہ روز وہ لعین دریاؤں میں سر پھوڑتا پھرا بعد ازاں کوہ ابوقبیس کے نیچے آکر فریاد وزاری کی اُس کی تمام اولاد اسکے پاس جمع ہوئی اور حال دریافت کیا کہا کہ اے فرزندو جانو کہ ہلاکت ہماری متحقق ہو گئی محمد بن عبداللہ نے رحم آمنہ کی اندر قرار پکڑ لیا۔ نور ساطع اور سیف قاطع کے ساتھ وہ مبعوث ہو گا ازلام کو باطل کریگا بتوں کو توڑیگا عدل وانصاف سے زمین کو بھر دیگا۔ زمین کو مساجد سے مانند آسمان کے پر نور ومنور کر دیگا۔ تمام دنیا میں توحید ظاہر ہو گی اُس کی امت فاضل ترین امم ہو گی۔ تمام بھلائیاں اُن کی طرف منسوب ہونگی۔ کھانے اور پینے میں اول خدا کا نام لیں گے امر معروف ونہی منکر اُن کا شعار ہو گا۔ فقیروں اور مسکینوں کے تصدق اور احسان سے دل خوش کرنے والے ہونگے۔ صلہ رحمی کرینگے ہم کو ان اعمال حسنہ کی وجہ سے اُن پر دسترس نہ ہو گی ایک نے شیطان کی اولاد میں سے شیطان کی تسکین خاطر کے لئے کہا کہ اے ہمارے سردار انسان

سات طبقے پر ہیں چھ طبقے گذر گئے جن کی عمریں بھی ان سے زیادہ تھیں اور قوت میں بھی ان سے زیادہ تھے جب اُن کے ساتھ ہم نے جو چاہا کیا تو ان کے ساتھ بھی ہم جو چاہینگے کرینگے ابلیس نے کہا کہ تم کو اُن پر کسی طرح بھی قدرت نہ ہوگی انھیں حمیدہ خصائل کے سبب جو اوپر مذکور ہوئے تب سب نے کہا کہ ہم اُن کے دلوں پر اُن کی آرزوں کو منتشر کرینگے اور ظلم و تعدی کو اُن کی مذاق جان میں شیریں کر دکھلاوینگے تا کہ بسبب اسکے ہلاک ہوں ابلیس لعین کو فی الجملہ بشاشت حاصل ہوئی کہا کہ اب میری آنکھ کو تم سے ٹھنڈک پہنچی۔ صاحب معارج فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہ حکایت یاد رکھنی چاہیئے۔

اشعار مثنوی شریف

طفل جاں از شیر شیطاں باز کن	بعد ازانش با ملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیرۂ	داں کہ با دیو لعین ہمشیرۂ
در گلو ماند خس او سالہا	چیست آں خس مہر جاہ و مالہا
مال مار آمد کہ در وے زہرہاست	واں قبول و سجدہٗ خلق اژدہاست
مال خس باشد چو ہست اے بے ثبات	در گلویت مانع آب حیات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس رات میں تمام ہی کاہنان عرب کو آپ کے نقل کیئے جانے کی اطلاع ہوگئی تھی آپس میں ایک دوسرے کو اعلام و اطلاع کرتا تہا اور کہتا تھا کہ وہ وقت آگیا کہ دنیا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور ہوجاوے تمام ہی حیوانات قریش اُس رات گویا ہوگئے کہ مادر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاملہ ہوگئیں ؎

خلق میں وہ نورِ حق جب جلوہ گر ہونے لگا	فضل خالق کا ہمارے حال پر ہونے لگا
ذکر آمد کا ترے باہمدگر ہونے لگا	خیر کی آئی گھڑی کافور شر ہونے لگا
عرش کا تارا اتر آیا ہی فرشِ خاک پر	رشکِ فردوس عبداللہ کا گھر ہونے لگا

اس رات کی صبح کو تمام دنیا کی بُتیں اوندھی پڑی ہوئی تھیں تمام ہی دنیا کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کی زبانیں گونگی ہو گئی تھیں سب کے تخت صبح کو اوندھے پڑے ملے اس رات کو کوئی گھر ایسا نہ تھا جو روشن نہ ہو گیا ہو حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے اوپر علامات حمل سے کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی نہ ضعف تھا نہ کچھ اور بجز اسکے کہ ایام بند ہو جاویں چھ ماہ تک مجھکو یہ نہیں معلوم ہوا کہ میں حاملہ ہوں۔ بعد انقضائے چھ ماہ ایک شخص خواب اور بیداری کے درمیان میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے آمنہ تجھکو اپنے حمل سے کچھ خبر ہے میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ تم اس امت کے پیغمبر کے ساتھ حاملہ ہو اس بات سے مجھکو یقین ہوا ٥

شکمِ مادر میں جو وہ گوہر یکتا آیا	مرحبا صل علےٰ سب کی بنا تا آیا
کام لاکھوں کا بناتا ہوا آتا ہے حبیب	یہ وہ ہے اگ میں اب باغ لگاتا آیا

جب وضع حمل کا وقت نزدیک آیا تو اسی کہنے والے نے مجھ سے کہا اُعِیْذُہٗ بِالصَّمَدِ الْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ اور کہا کہ جب تیرے فرزند پیدا ہو تو اُس کا نام محمد رکھیو میں نے اس کلمہ کی تکرار کر کے یاد رکھا۔ عورتوں سے میں نے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ اے آمنہ اپنے کانوں میں اور گردن میں دو حلقے لوہے کے ڈال لو میں نے ان عورتوں کے کہنے سے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر

وہی شخص غیبی نمودار ہوا اور اُس نے وہ حلقے توڑکر دور پھینکدیئے اور کہا کہ پھر ایسا مت کرنا حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ اول حمل کے اندر میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور مجھ سے ظاہر ہوا جسکی روشنی میں مینے محل بصرہ کے دیکھ لئے حضرت عمر بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا جو خزانہ علم تھے کہ جب حضرت آمنہ کے وضع حمل کا وقت آیا اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سب آسمانوں کے دروازے کھولدیں اور جنت کو آراستہ کریں اور اسکے دروازے کھولدیں اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم ہوا پس وہ زمین پر ایکدوسرے کو مبارکباد دیتے تھے پہاڑوں کو سربلندی حاصل ہوئی اور دریاؤں کو جوش ہوا اور دریائی جانور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑکر ستّر طوق گلے میں ڈالکر دریائے اخضر کی تہ میں اوندھے مونھ پھینکدیا اور سرکش شیطانوں کو بیڑیوں میں جکڑدیا۔ آفتاب کو اُس دن ایک بہت بڑا نور دیا گیا اُس کے سر پر ستّر ہزار حوریں ہوا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے انتظار میں کھڑی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ اس سال میں تمام لڑکے جنیں آنحضرت کی تعظیم و تکریم کے لئے اور تمام دنیا کے درخت بارآور ہوئے خوف امن سے مبدل ہوگیا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے پُر ہوگئی اور ملائکہ نے آپس میں خوشی کی ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد کا اور ایک یاقوت کا بنایا جس سے آسمان روشن ہوگیا اور وہ ستون آسمانوں پر معروف و مشہور ہیں حضور علیہ السلام نے شب معراج میں ان کو ملاحظہ فرمایا فرشتوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ ستون آپکی ولادت کی مبارکبادی میں بنائی

گئے ہیں اور جس شب میں حضور پیدا ہوئے تو اللہ تعالے نے نہر کوثر کے ہر دو جانب ستر ہزار درخت مشک اذفر کے اوگائے اور اُن کے پہلوں کو جنتیوں کا بخور بنایا تمام آسمان پکارتے تھے اللہ کو ساتھ سلامتی کے اور تمام بت اوندھے گر پڑے مگر لات اور عزیٰ اپنی جگہ سے نکل گئے اور پکارتے تھے تباہی ہے قریش کی آگیا اُن کے پاس امین اور صدیق اور نہیں خبر قریش کو کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا اور کعبہ کے جوف سے چند روز تک یہ آواز آتی رہی کہ اب میرا نور مجھہ میں واپس آگیا اب میری زیارت کرنے والے آئینگے اور اب میں جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہوگیا اے عزیٰ تو ہلاک ہوگیا تین دن تک خانہ کعبہ کو زلزلہ رہا یہ اول علامت ہی جو قریش نے آنحضرت کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی (اخرجہ ابو نعیم) کتب معتبرہ میں ہی کہ پیش از تحویل نور مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش چند سال سے عذاب قحط میں اسقدر مبتلا تھے کہ کوئی درخت سبز نہیں رہا تھا چار پائے دُبلے ہو گئے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت آمنہ حاملہ ہوئیں مینہ برسا ندیاں جاری ہو گئیں درخت سر سبز ہو گئے پانی سے سیراب ہو کر سب کے حال ٹھیک ہو گئے چنانچہ اس سال کا نام عام الفتح والفرح والابتہاج رکھا گیا۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ فِیْ حَرِّ غَلِّ	کُلُّ مَنْ یَظْمَأُ یَسْقِیْهِ رَحِیْقَ الْکَاسِ
رحمت بھیج میرے پروردگار اُس پر جو قیامت کی گرمی میں	جو پیاسا ہوگا اس کو شراب طہور کا پیالہ پلائیں گے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ النُّبُوَّتِ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَالْمُخْتَارِ لِلسِّیَادَتِ وَالرِّسَالَۃِ قَبْلَ خَلْقِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیان ولادت باسعادت

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہی	گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگینگے پائینگے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل
کہ وہ فریادرس بیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئینگی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک درد مندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

گنہگارو نہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوہ عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جسکے در پر بھیک مانگینگے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جسکی آمد کے
وہی نوشاہ با صد شوکت و فر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جسکا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دلِ عالم کا جبیر آنے والا ہے

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میرے درد زہ شروع ہوا تو میں بوجہ تنہائی کے خائف و ہراساں ہوئی اور ہیبت اور عظیم آوازوں کے سننے سے پریشان و لرزاں۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید مرغ نے میرے دل پر اپنے بازو ملے کہ وہ خوف اور ترس سب جاتا رہا پھر دیکھا کہ شربت سفید رکھا ہے میں نے اس کو پیا پیتے ہی دل میں قرار آیا پھر ایک روشنی نمودار ہوئی جسکے اندر کچھ عورتیں حسینہ جمیلہ بلند قامت والی نظر آئیں میں متعجب ہوئی کہ یہ کہاں سے آگئیں میں تو اکیلی تھی تو اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ اور عورتیں حورانِ بہشتی ہیں کہ جو ہمارے ہمراہ ہیں۔ پھر ایک جماعت ہوا میں کھڑی

ہوئی نظر آئی جنکے ہاتھوں میں نقرہ اریق تھیں اُن کی ہیبت سے مجکو پسینہ آگیا میرے ہر قطرہ پسینہ میں مشک کی خوشبو آتی تھی اسی حالت میں پردہ میرے آگے سے جو اٹھا تو مشرق اور مغرب سب ہی میرے اوپر کھل گیا تین عَلم مینے دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا بام کعبہ پر الحاصل عہد حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سات سو پچاس اور عہد حضرت نوح علیہ السلام سے چار ہزار ایک سو نوے برس اور عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین ہزار ستر برس اور واقعہ اصحاب فیل سے پچپن روز بعد جب وہ متجلی حمل پورے نو ماہ کے اندر بدر کامل بنگیا تو بموجب قول مشہور ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یوم دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت اس آفتاب نبوت اور رسالت نے بہزار جاہ وجلالت وشوکت وابہت برج شکم آمنہ سے طلوع فرمایا یعنی جناب رسول الثقلین وسیلتنا فی الدارین شفیع المذنبین انیس الغریبین راحت العاشقین مراد المشتاقین شمس العارفین سراج السالکین مصباح المقربین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ظلمت کدہ عالم کو اپنے جمال جہاں آرا سے روشن اور منور فرمایا ہ

اُٹھو کہ ذکر ولادت ہے سیدِ آنام	ادب سے شوق سے دل سے پڑھو درود وسلام

سلام بزبان عربی

يَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْکَ	يَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ	يَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
صَلَوٰۃُ اللہِ عَلَیْکَ	اَشْرَقَ الشَّمْسُ عَلَیْنَا	وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ
يَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْکَ	يَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ	يَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ

صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیْکَ	یَا حَبِیْبِیْ یَا مُحَمَّدْ	یَا عُرُوْسَ الْخَافِقِیْنِ
یَا مُؤَیَّدْ یَا مُمَجَّدْ	یَا اِمَامَ الْقِبْلَتَیْنِ	مَنْ یَرٰی وَجْھَکَ یَسْعَدْ
یَا کَرِیْمَ الْوَالِدَیْنِ	یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ	اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ بَدْرٌ
اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ	مِثْلَ حُسْنِکَ مَا رَأَیْنَا	قَطُّ یَا وَجْہَ السُّرُوْرِ
	صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیْکَ	عَدَدَ اَحْرُفِ السُّطُوْرِ

دیگر بزبان فارسی

الصلوٰۃ اے رحمۃ للعالمین	والسلام اے مقتدائے مرسلیں
الصلوٰۃ اے بود شاہِ انبیا	والسلام اے رہنمائے اصفیا
الصلوٰۃ اے سیدِ خیر الانام	والسلام اے سرورِ عالیمقام
الصلوٰۃ اے صاحبِ ام الکتاب	والسلام اے شافعِ یوم الحساب
الصلوٰۃ اے گوہرِ درجِ صفا	والسلام اے ماہِ برجِ اصطفا
الصلوٰۃ اے قبلۂ اربابِ دیں	والسلام اے کعبۂ اہلِ یقیں
الصلوٰۃ اے آفتابِ رہبری	والسلام اے حجتِ پیغمبری
الصلوٰۃ اے فرشِ تو عرشِ بریں	والسلام اے چاکرت روح الامیں
الصلوٰۃ اے معدنِ فضل و کرم	والسلام اے مخزنِ جودِ اتم
الصلوٰۃ اے جلوہ حسنِ ازل	والسلام اے نورِ ذاتِ لم یزل
الصلوٰۃ اے اسمِ اعظم اسمِ تو	والسلام اے جانِ عالم جسمِ تو
الصلوٰۃ اے قبلۂ جانم توئی	والسلام اے نورِ ایمانم توئی

الصلوٰۃ اے مقصود و مطلوب ما	والسلام اے مطلب و محبوب ما
الصلوٰۃ اے سرّ اللّٰہی توئی	والسلام اے شانِ مولائی توئی

سلام دیگر بزبان اردو

اے مدینہ کے تاجدار سلام	اے غریبوں کے غمگسار سلام
تیری اک اک ادا پہ اے پیارے	سو درودیں فدا ہزار سلام
ربِ سلّم کے کہنے والے پر	جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر	میری جانب سے لاکھ بار سلام
میری بگڑی بنانے والے پر	بھیج لے میرے کردگار سلام
اس پناہِ گناہ گاراں پر	یہ سلام اور کرور بار سلام
اس جوابِ سلام کے صدقے	تا قیامت ہوں بے شمار سلام
ان کی محفل میں ساتھ لے جائیں	حسرت جاں بے قرار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو	اے مرے حق کے رازدار سلام

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لئے جس نے دل سے چار سلام

سلام دیگر بزبان اردو

السلام اے نورِ اول السلام	السلام اے صاحب عالیمقام
السلام اے مصدرِ سرِ سخن	السلام اے کاشف اسرارِ کن

السلام اے رحمۃ للعالمیں | السلام اے صاحب عین الیقیں
السلام اے مجتبےٰ و مصطفےٰ | السلام اے سرورِ ہر دوسرا
السلام اے پیشوائے مرسلاں | السلام اے فخرِ ذاتِ دلبراں
السلام اے دردمندوں کے شفیق | السلام اے مستمندوں کے رفیق
السلام اے چارۂ بیچارگاں | السلام اے رہنمائے گمرہاں
السلام اے فخرِ ہر جن و بشر | السلام اے رونقِ شمس و قمر
السلام اے مرہمِ زخمِ جگر | السلام اے باعثِ نورِ نظر
السلام اے مالکِ جاں نثار | السلام اے بیقراروں کے قرار
ہم سبھی کا ہے بس اب یہ مدعا | آپ کی الفت ہو سب کا مشغلہ

زندگی ساری اسی دھن میں کٹے
جو مرے بس وہ اسی دھن میں مرے

بیان ثبوت قیام شریف

اس موقعہ پر مسلمان کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں جیسا کہ اب پڑھا گیا۔ اس لئے مناسب ہے کہ کچھ اس کا بھی بیان کر دیا جائے۔

سو جاننا چاہئے کہ اس قیام کا نام قیام تعظیمی ہے اور یہ سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور کی وہ تعظیم جو غیر ممنوع طریقہ سے ہو مطلوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ تو یہ قیام بھی مفید تعظیم شان رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا یہ بھی مطلوب ہے اور جو لوگ

مطلوب فی الدین ہوتی ہے وہ فرض ہوتی ہے یا واجب یا سنت یا مستحب پس اس قیام کی نسبت چاروں مذاہب کے علما کا مستحب ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ عثمان حسن الدمیاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ عَلَی اِسْتِحْسَانِ الْقِیَامِ وَھِیَ بِدْعَۃٌ مُسْتَحَبَّۃٌ لِمَا فِیْہِ مِنْ اِظْھَارِ الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ وَالتَّعْظِیْمِ

له لفظ بدعت شرعیت میں دو معنی پر آتا ہے معنی اول ہادم سنت۔ قال الامام الغزالی حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ اِنَّمَا الْمَحْذُوْرُ بِدْعَۃٌ تُرَاغِمُ سُنَّۃً مَامُوْرًا بِھَا۔ یعنی وہ ہی بدعت منع ہے جو مٹاتی ہو ایسی سنت کو جس کے قائم رکھنے کا ہم کو حکم ہے اس معنی پر بدعت کا ضلالت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ احادیث میں بدعت کی برائی اور بدعتی پر جو وعید وارد ہے وہاں یہی معنی مراد ہیں۔ معنی دوم جو فعل بعینہ وبہیئت کذائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خود کیا اور نہ امت کو حکم دیا نہ برقرار رکھا مگر اصل اس کی شرع میں ثابت اور مصالح دینیہ پر مشتمل ہو یہ معنی وہ بدعت علی الاطلاق حسنہ ہے۔ سیرت شامی میں اقسام بدعت کے پہچاننے کا طریقہ امام عز الدین بن سلام سے اس طرح نقل کیا ہے تُعْرَضُ الْبِدْعَۃُ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ فَاِنْ دَخَلَ فِی الْاِیْجَابِ فَھِیَ وَاجِبَۃٌ اَوِ التَّحْرِیْمِ فَھِیَ مُحَرَّمَۃٌ اَوِ الْمَنْدُوْبِ فَھِیَ مَنْدُوْبَۃٌ اَوِ الْمَکْرُوْہِ فَھِیَ مَکْرُوْھَۃٌ اَوِ الْمُبَاحِ فَھِیَ مُبَاحَۃٌ۔ اسی طرح علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں اِنْ کَانَتْ تَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فِی الشَّرْعِ فَھِیَ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ پس یہ قیام تعظیمی معنی اول پر تو یوں نہیں کہ یہ کسی سنت کا ہادم یعنی مٹانے والا نہیں اور وہ جو بعض مانعین قیام فاعلین قیام کے ذمہ بہتان اور افترا کر کے ممنوعیت کا حکم لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ قیام کو فرض اور واجب سمجھتے ہیں یا کہ ولادت شریف کو اسی وقت میں سمجھتے ہیں یا حدیث لَا تَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ۔ کی مخالفت کرتے ہیں سو یہ سب باتیں غلط اور لغو ہیں اور افترا محض قیام کو سب اہل سنت مستحب جانتے ہیں جیسا کہ ان کی عبارتوں سے ثابت ہے۔ اس وقت کا قیام و صرف ذکر ولادت کی تعظیم ہے نہ قدوم روحی و جسدی کے لئے کہ جو خواص کا حصہ ہے۔ عوام کی آنکھوں کے روبرو اگرچہ حضور مجلس میلاد میں حاضر نہیں لیکن آپ کے ظہور کا ذکر تو سب کے روبرو موجود اور ظاہر ہے اور ذکر ظہور کی تعظیم بعینہ آپ کی تعظیم ہے جیسا کہ مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم کے اندر تحریر کرتے ہیں۔ از فروع حب منعم ست تعظیم شعائر او رمثل تعظیم نام او کلام او و لباس او حتی کہ مرکب او و مسکن او۔ اور حدیث لَا تَقُوْمُوْا الخ سے مطلق قیام کی ممانعت نہیں سمجھی جاتی۔ اور کیونکر سمجھی جاوے جب کہ بکثرت احادیث قیام کے ثبوت میں موجود ہیں بلکہ اس حدیث سے قیام ثابت ہے۔ ممانعت ہے تو اسی قیام کی کہ جو عجمیوں کی مشابہ ہو عجمی اپنے بزرگوں کے لئے قیام کے بعد کھڑے رہا کرتے تھے جیسا کہ شارحین تحریر فرما رہے ہیں اور ایسا قیام اسجگہ

یعنی جمع ہوگئی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل سنت والجماعت سے قیام کے مستحب ہونے پر۔ اس لئے کہ اس میں خوشی اور تعظیم کا اظہار ہے۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمن سراج مفتی حنفی مکی نے تحریر کیا جب کہ علامہ موصوف سوال کئے گئے ان باتوں سے کہ مولود شریف کا دن معین کرکے پڑھنا اور خاص ولادت کے وقت قیام کرنا مکان کو زینت دینا خوشبو کا برتنا کچھ قرآن شریف سے پڑھنا مسلمانوں کو کھانا کھلانا کیسا

نہیں تو مخالفت حدیث بھی لازم نہیں آئی۔ تو اب یہ قیام لامحالہ عموم مندوبات شرعیہ میں داخل ہو کر مستحب ہوا۔ یہی وجہ ہے جو علامہ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام مولود کو بدعت مستحبہ فرمایا۔ بدعت تو یوں کہا کہ ظہور اس کا بہئیت کذائی بعد حضور کے ہوا۔ اور مستحب اس لئے فرمایا کہ وہ عموم مندوبات شرعیہ میں داخل ہے۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نصوص قرآنی سے ثابت ہے۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ وغیرہ سے تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مفہوم کلی ثابت ہوا۔ تو اس کی افراد کا بھی ثبوت ہوگیا۔ فرق اس قدر ہے کہ بعض افراد تعظیمی قرون ثلاثہ کے اندر ظاہر ہوئے اور بعض بعد میں۔ سو اس صورت میں تغیر و تبدل اصل ماہیت میں نہیں کیونکہ مقتضا طبعی نوع کا اپنی افراد میں نہیں بدلتا۔ بناءً علیہ وہ ہی تعظیم کی مشروعیت کا حکم جو افراد موجودہ قرون ثلثہ میں تھا وہ ہی افراد محدثہ مابعد میں بھی باقی رہا۔ افراد محدثہ میں جو تغایر اور تخالف ہے وہ ہیئت اور تشخص کا ہے سو یہ کچھ مضر نہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ انتباہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بایددانست کہ یکے از نعم خدائے تعالے براست مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات آن است کہ تا امروز سلسلہ ہائے ایشان تا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و ثابت ست اگرچہ اوایل امت را باواخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن اول بہ صحبت و تعلیم و تادب بادب تہذیب نفس بودنہ بہ خرقہ و بیعت۔ و در زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشت وارتباط سلسلہ بہمہ این امر متحقق است واختلاف صور در ارتباط ضرر نمی کند۔

پس اب یہ کہنا کہ یہ قیام بوجہ حادث ہونے کے بدعت سیئہ ہے۔ درست نہیں اور یہ کہنا کہ یہ قیام بدعت حسنہ اور مستحبہ ہے۔ درست ہے۔ بدعت کی مفصل بحث اگر کسی کو دیکھنی ہو تو ہمارے رسالہ توضیح التحاذ کو دیکھیے۔ (منہ غفر اللہ ذنوبہ)

ہے۔ چنانچہ سوال وجواب بعینہما یہ ہیں۔

سوال

مَا قَوْلُکُمْ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَنَّ ذِکْرَ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْقِیَامَ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَادَۃِ خَاصَّۃً مَعَ تَعْیِیْنِ الْیَوْمِ وَتَزْئِیْنِ الْمَکَانِ وَاِسْتِعْمَالِ الطِّیْبِ وَقِرَائَۃِ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِطْعَامِ الطَّعَامِ لِلْمُسْلِمِیْنَ ھَلْ یَجُوْزُ وَیُثَابُ فَاعِلُہٗ اَمْ لَا بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

الجواب

اِعْلَمْ اَنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ بِھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ مُسْتَحْسَنٌ مُسْتَحَبٌّ فَالْمُنْکِرُ مُبْتَدِعٌ لِاِنْکَارِہٖ عَلٰی شَیْءٍ حَسَنٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَالْمُسْلِمِیْنَ الَّذِیْنَ کَمَّلُوا الْاِسْلَامَ کَالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِیْنَ وَعُلَمَاءِ الْعَرَبِ وَالْمِصْرِ وَالشَّامِ وَالرُّوْمِ وَالْاَنْدُلُسِ کُلُّھُمْ رَاٰوْہُ حَسَنًا مِنْ زَمَانِ السَّلَفِ اِلَی الْاٰنَ فَصَارَ اِجْمَاعًا وَالْاَمْرُ الَّذِیْ ثَبَتَ بِالْاِجْمَاعِ فَھُوَ حَقٌّ لَیْسَ بِضَلَالٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ فَعَلٰی حَاکِمِ الشَّرْعِ تَعْزِیْرُ مُنْکِرِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

یعنی تحقیق مولود شریف کرنا اس کیفیت مذکورہ کے ساتھ مستحسن و مستحب ہے اس کا منکر بدعتی ہے کیونکہ اس نے انکار کیا ایسی چیز کا جو اللہ اور مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہے جیسا کہ حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور مسلمانوں سے مراد کامل مسلمان ہیں جیسے علمائے عاملین اور عرب اور مصر اور شام اور روم اور اندلس کے سب علماء نے اس کو اچھا جانا

ہے سلف سے اب تک پس اجماع ہوگیا اور جو چیز اجماع سے ثابت ہے وہ حق ہے گمراہی نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ اس کے منکر کو تعزیر دے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے اس فتوے پر علاوہ عبدالرحمن سراج حنفی مفتی مکی کے چاروں مذہب کے علما کے (۹۴) مہریں بالاتفاق رائے ثبت ہیں۔ یہ علامہ عبدالرحمن وہ بزرگ ہیں جن کی نسبت مولانا الحاج مہاجر فی اللہ مولانا رحمۃ اللہ قدس سرہ جو مخاطب بخطاب بابائے حرمین شریفین ہیں جن کی حقانیت اور تبحر علمی کا مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کو بھی اقرار ہے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۱۸ میں اُن کی نسبت شیخ العلما اور صفحہ ۲۲۶ کے اندر تمام علماء مکہ پر فائق ہونا تحریر کیا ہے وہ تقدیس کے صفحہ ۱۰۳ میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالرحمن سراج نے بیس برس منصب قضا پر قیام کیا اس بیس برس میں صغیر اور کبیر موافق مخالف ان کی دیانت کے قائل ہیں۔ اسی طرح شاہ احمد سعید نقشبندی اور مولانا عبدالحق شیخ الدلائل رحمہما اللہ نے بھی اپنے رسائل کے اندر فتوے مرتبہ علمائے حرمین الشریفین درج کئے ہیں جن میں استحسان اور استحباب قیام کا درج ہے جس کا جی چاہے وہ ان فتووں کو انوار ساطعہ والدر المنظم فی حکم عمل مولود النبی الاعظم وغیرہ میں دیکھ لے علامہ عبدالرحمن سراج مفتی کے والد بزرگوار علامہ عبداللہ سراج مفتی حنفی حرم شریف بھی اس قیام کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہیں اَمَّا الْقِیَامُ اِذَا جَاءَ ذِکْرُ وِلَادَتِہٖ عِنْدَ قِرَاءَۃِ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ تَوَارَثَہُ الْاَئِمَّۃُ الْاَعْلَامُ وَاَقَرَّہُ الْاَئِمَّۃُ الْحُکَّامُ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرِ مُنْکِرٍ وَرَدِّ رَادٍّ۔

یعنی اس قیام پر ائمہ اعلام اور ائمہ حکام میں سے کسی نے رد اور انکار نہیں کیا بلکہ سبھوں نے مقرر رکھا ہے اور سبھوں نے جاری رکھا ہے یہ عبداللہ سراج ایسے وحید العصر اور علامۃ الدہر ہیں جن کی نسبت حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں (مولانا عبداللہ سراج حنفی مفتی محدث حرم شریف یکتائے عہد خویش بود و راس و رئیس فرقہ محدثہ بزانوے ادب در درس ایشان می نشست و اعتراف بجامعیت مولانا موصوف می نمود) ہندوستان میں کون ایسا ہے جو مولانا شاہ احمد سعید کو نہیں جانتا ہو پھر بقول شاہ صاحب موصوف ایسے علامہ یکتائے روزگار کا قیام کو جائز رکھنا جس کی جامعیت اور کاملیت کا بڑے بڑے محدثین وقت کو اعتراف تھا کیسی بڑی سند ہے پھر خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے بڑے بڑے علماء اور ائمہ اعلام سے متوارث ہونا بلانکیر تحریر فرما رہے ہیں جیسا کہ ابھی ان کی عبارت تحریر ہو چکی سو اس سے بھی اجماع ثابت ہوا پس اب بعد اجماع و توارث اس میں کلام کرنا خرق اجماع ہے۔ یہ ہی وجہ ہے جو علمائے حرمین شریفین وغیرہ نے منکر قیام پر تعزیر کا حکم جاری کیا۔ بعض جو یہ کہتے ہیں کہ فاکہانی مغربی نے اس اجماع کا انکار کیا ہے تو قطع نظر اس کے کہ اس کا محققین جواب دے چکے ہیں اگر تنزلاً اجماع کا ہونا تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی اس پر ایک بڑی جماعت علمائے محققین کے اتفاق سے تو کسی کو بھی انکار نہیں اور علمائے محققین کا اتفاق بھی گو وہ مجتہد نہ ہوں شرع میں حجت ہے اور حق ہونے کی دلیل جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ مظاہر حق میں اس حدیث کی شرح میں نواب قطب الدین صاحب نے یہ لکھا

ہے کہ جو اعتقاد اور قول و فعل اکثر علماء کے ہوں ان کی پیروی کرو مسلم الثبوت کے آخر تتمہ میں ہے اِنَّ اِتِّفَاقَ الْعُلَمَاءِ الْمُحَقِّقِيْنَ عَلٰى مَمَرِّ الْاَعْصَارِ حُجَّةٌ كَالْاِجْمَاعِ یعنی بیشک علماء محققین کا اتفاق عرصہ دراز سے حجت ہے مثل اجماع کے شارح بحر العلوم نے اس مقام تحت قولہ المحققین یہ لکھا ہے وَاِنْ كَانُوْا غَيْرَ مُجْتَهِدِيْنَ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اتفاق علمائے اہل تحقیق کا کسی امر پر جو مدت دراز سے چلا آتا ہو اگرچہ وہ علماء مجتہد نہ ہوں تب بھی حجت ہے مثل اجماع کے مولانا محمد مظہر نقشبندی مجددی صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہما مقامات سعیدیہ میں اپنی والد ماجد کے حالات میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت ایشاں می فرمودند کہ خواندن مولود شریف وقیام نزدیک ذکر ولادت باسعادت مستحب است درین باب رسالہ خاص دارند و دراں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی از مولود خوانی محمول بر سماع وغناست۔

امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں زیارت کے باب میں کلیہ کے طور پر یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم میں جس قدر زیادہ دخل رکھے وہ زیادہ مستحسن ہے عبارت ان کی یہ ہے كُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا۔ چونکہ یہ قیام بھی ادب اور تعظیم کے اندر پورا دخل رکھتا ہے لہذا بموجب قاعدہ مقررہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ مستحسن ہوا۔ امام برزنجی اپنی مولد میں تحریر فرماتے ہیں وَقَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ اَئِمَّةٌ ذُوْ رِوَايَةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ يَّفْعَلُ تَعْظِيْمَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَايَةَ مَرَامِهِ وَمَرْمَاهُ یعنی مستحسن رکھا ہے قیام کو ائمہ ذو روایت نے ذکر ولادت شریف کے وقت پس خوشی ہے اس شخص

سکے لئے جو آپ کی تعظیم نہایت درجہ کی کرے۔ پس جب کہ قرآن حدیث اور اجماع
سب سے استحسان اور استحباب اس فعل کا ثابت ہو گیا تو اب اس میں تردد اور
شک کو ہرگز دخل نہیں رہا بلکہ شعار اہل سنت ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

بیان واقعات بعد از ولادت شریف

مدارج النبوت وغیرہ میں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
جب سردار دو عالم فخر بنی آدم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
تو میں نے دیکھا کہ آپ سر بسجدہ دونوں ہاتھوں کے کلمہ کی انگلیاں آسمان
کی طرف اٹھائے ہوئے دعا میں مشغول ہیں۔ پھر ایک نور کا ٹکڑا آسمان سے
اُترا اور آپ کو اس میں لپیٹ کر میری نظروں سے غائب کر دیا۔ پھر اس کے بعد
میں نے ایک آواز سُنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی سیر کراؤ اور تمام خلایق
کو آپ کی صورت اور سیرت سے آشنا کرو بعد ازاں ایک پلک جھپکانے کے اندر
ایک ابر اور نمودار ہوا۔ پھر اس میں سے سفید صوف کے اندر کہ جو دودھ سے
زیادہ سفید اور حریر سے زیادہ نازک تھا آپ کو لپٹا ہوا پایا پھر ایک ابر عظیم تر
اول سے اور آیا کہ جس کے اندر سے آواز مردوں کی سنائی دیتی تھی اور گھوڑوں
کی بھی آواز محسوس ہوتی تھی اور منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائک
اور جن وانس طیور و وحوش پر پیش کرو اور اس کو صفوت آدم معرفت شیث۔
رقت نوح۔ خلت ابراہیم۔ لسان اسمٰعیل۔ رضائے اسحٰق۔ جمال یوسف بشریٰ یعقوب
فصاحت صالح۔ حکمت لوط۔ جہاد یوشع۔ صورت داؤد۔ صبر ایوب۔ طاعت یونس

حسب دانیال وقار الیاس۔ زہد یحیٰے۔ کرم علیٰے علیہم السلام عطا کرو پھر ایک چشم زدن میں ابر منجلی ہوا۔ ایک روایت میں حضرت آمنہ خاتون سے یہ بھی آیا ہے کہ لبعد ایک لحظہ کے دو شخصوں نے حضور کو اپنے بازوؤں سے نکالا اور آپ کے کان میں بہت سی باتیں کیں کہ مجھکو ان کی خبر نہیں پھر ان کی دونوں آنکھوں پر بوسہ دے کر کہا بشارت ہو جیو آپ کو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو تمام پیغمبروں کا علم دیا گیا۔ اور آپ کی شجاعت کا علم بلند کیا گیا اور نصرت آپ کے ہمراہ کی گئی اور آپ کی عظمت اور ہیبت آدمیوں کے دلوں میں ڈالی گئی کہ جو کوئی آپ کا ذکر سُنے گا دل اُس کا لرزاں اور ترساں ہو گا اگرچہ آپ کو نہ دیکھا ہو۔ لبعد ازاں ایک شخص دیکھا کہ اُس نے آپ کے منہ پر منہ رکھا اور جیسے کبوتر اپنے بچوں کے منہ میں ڈالتے ہیں ایسے ہی کوئی چیز آپ کے دہن شریف میں ڈالتا تھا۔ اور میں دیکھ رہی تھی اور حضور انگلی کے اشارہ سے اس کو طلب کرتے تھے پھر اس نے کہا اے محمد بشارت ہو آپ کو کہ جمیع اخلاق حسنہ آپ کو دیئے گئے ہیں پھر آپ کے بالوں پر روغن ملا اور کنگھا کیا اور سرمہ لگایا اور میری نظر سے غائب کیا۔ میں اس حال سے نہایت ہی رنجیدہ ہوئی کہ تھوڑی دیر میں وہ ہی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر لے آیا کہ آپ کا چہرہ مبارک مثل چاند کے چمک رہا تھا۔ اور آپ کے اندر سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اوس شخص نے مجھ سے کہا کہ آپ کو تمام زمین کی سیر کرا کر لایا ہوں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے گیا تھا حضرت آدم صفی اللہ نے آپ کو سینہ سے لگایا اور آپ کے حق میں برکت کی دعا کی اور کہا بشارت ہو جیو آپ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ اولین و آخرین کے سردار

ہیں پھر اس نے آپ کو میرے سپرد کیا اور بشارت دی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ و سلم جس کسی نے آپ کا دامن پکڑا اور تابعداری اختیار کی وہ گروہ محبوب خدا میں محشور ہوگا پھر عبد المطلب آئے۔ ان کو میں نے ان تمام ہی حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات کعبہ شریف میں مناجات کے اندر مشغول تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف مقام ابراہیم میں سجدہ کے اندر گر پڑا۔ اور پھر اصلی حالت پر عود کر گیا۔ اور اس کے اندر سے باواز فصیح یہ آواز آئی۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلَآ اِنَّ رَبَّ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى قَدْ طَهَّرَنِيْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَ اَدْجَاسِ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی اللہ بہت بڑا ہے اب محمدؐ کے رب نے مجھ کو بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کر دیا۔ اور ہبل جو سب سے بڑی بت ہے اُس کو دیکھا کہ سر کے بل اوندہی پڑی ہوئی ہے۔ اس ہی سے آواز آئی کہ آمنہ کے لڑکا تولد ہوا اس پر سحاب رحمت نازل ہوا ہے اور ایک طشت قدس سے لائے ہیں اس میں اس کو دھویا ہے اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلق کو گمراہی کے اندہیرے سے ہدایت کی روشنی پر لادیں گے اور تمام ہی مخلوق کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں کل خزانوں کی کنجیاں آپ کو دی گئی ہیں۔ بس اس دن کو عید کا دن گردانو اور قیامت تک اس کے ساتھ برکت حاصل کرو۔ عبد المطلب حضرت آمنہ سے کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں تو مجھ کو بڑی حیرت ہوئی زبان گونگی ہوگئی میں نے خیال کیا کہ شاید یہ خواب دیکھ رہا ہوں۔ آنکھوں پر ہاتھ ملا تو معلوم ہوا کہ بیدار ہوں پھر باب بنی شیبہ سے بطحا کی طرف روانہ ہوا تو کوہ صفا کو اس حال میں پایا کہ کبھی بلند ہوتا تھا اور کبھی نیچا کوہ مروہ کو مضطرب پایا۔ اطراف و جوانب سے ندا آئی کہ اے

سیدِ قریش کیا حال ہے کہ تو ترساں و لرزاں ہے۔ میں نے جواب کی قوت اپنے
اندر نہیں پائی پھر متوجہ تیرے گھر کیطرف ہوا تاکہ اس فرزند ارجمند کو دیکھوں دروازہ پر پہنچا
تو ایک مرغ سفید دیکھا جس نے اپنے بازو سے دروازہ گھر کو ڈھانک رکھا ہے اسکے
نور سے تمام پہاڑ مکہ کے روشن ہو رہے ہیں۔ اور ایک ابر سفید گھر کے نیچے تھا مجھکو گھر میں آنے
سے منع کیا اور ایک لحظہ بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آیا یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے خواب
کے اندر دیکھ رہا ہے یا بیداری کے اندر پھر آخر ہمت کر کر گھر میں گھس آیا اور تجھکو اس
حال میں پایا حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کہتی ہیں کہ شب ولادت میں حضور کی قابلہ
تھی ولادت کے وقت ایسا نور ظہور میں آیا کہ چراغ کے نور پر غالب آگیا پھر میں نے
چھ باتیں مشاہدہ کیں ایک یہ کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر آئے تو آپ نے سجدہ
کیا دوسرے یہ کہ سر اٹھایا اور زبان فصیح سے یہ کہا لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ
تیسرے یہ کہ تمام گھر نور سے بھرا ہوا تھا چوتھے میں نے چاہا کہ آپ کو غسل دوں تو
ہاتف نے آواز دی کہ اے صفیہ تو اپنے کو زحمت میں نہ ڈال ہمنے اسکو صاف دُھلا
بھیجا ہے پانچویں یہ کہ ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ تھے چھٹے یہ کہ میں نے چاہا
کہ آپ کو لفافہ میں لپیٹوں آپ کی پشت پر مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان
میں نے دیکھی۔ اور بہت سے واقعات ہیں کہ جو فاطمہ ثقفیہ مادر عثمان بن ابو العاص
و شفا مادر عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہیں کہ جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے
آخر الامر عبد المطلب دروازہ مکان پر بیٹھے اور لوگ مبارکبادی اُن کو دیتے تھے
عبد المطلب نے ایک اونٹ ذبح کیا اور لوگون کی دعوت کی لوگون نے عبد المطلب
سے دریافت کیا کہ آپ نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا

حالانکہ آپ کے آبا و اجداد میں اس کام کا کوئی نہیں ہوا عبد المطلب نے کہا اس لئے کہ زمین و آسمان میں آپ حمد کئے جاویں پھر عبد المطلب آپ کو گود میں لیکر کعبہ شریف میں آئے اور آپ کو اپنے ہاتھوں میں لیکر اشعار حمدیہ پڑھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں لائے اور حضرت آمنہ کے سپرد کیا اور آپ کی محافظت میں حضرت آمنہ سے مبالغہ کیا۔

معارج میں لکھا ہے کہ ایک بڑا عالم یہود کا جس کا نام یوسف تھا مکہ میں رہتا تھا حضور کی ولادت کے دوسرے دن قریش کے مجمع میں آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہارے درمیان وہ کون ہے جس کے گھر رات کو لڑکا پیدا ہوا ہے جواب دیا کہ عبد المطلب ہی یوسف نے کہا کہ اس مولود مسعود کو مجھکو دکھلاؤ پھر یوسف کو گھر لیجا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی وہ دیکھتے ہی زمین پر بیہوش گر پڑا سب لوگ اسکی اس حالت پر ہنسنے لگے جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ مجھ پر مت ہنسو خدا کی قسم اے قریش یہ شخص وہ صاحب شمشیر ہے کہ تم کو ہلاک کریگا اور اسکے حملہ کی خبر جو تمہارے اوپر کریگا تمام مشارق اور مغارب میں پہنچ جاویگی اب نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوئی اس یوسف کی خبر سے تمام ہی اہل مکہ کو آپکی خبر ولادت کی ہو گئی تھی۔

مدارج النبوۃ و معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ روز ولادت شریف تمام روئے زمین کے بادشاہوں کی قوت ناطقہ ایک رات دن تک سلب ہو گئی تھی کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے تمام روئے زمین کے بت اوندھے ہو گئے تھے دریائے ساوہ کا پانی خشک ہو گیا تھا وادی ساوہ میں پانی جاری ہو گیا تھا کہ جو ہزاروں برس سے منقطع تھا فارسیوں کا آتشکدہ کہ جو ہزار سال سے گرم تھا بجھ گیا الغرض آیات و

کرامات کہ جو بر وقت ولادت شریف ظاہر ہوئیں زیادہ اس سے ہیں کہ حد حصر و حصار میں آویں ؎

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ ؛ نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاْسِ

رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر ؛ جنکے قدموں پر ہم سر کے بل چلتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

نظم

خیر الورا اے صدر التقےٰ نجم الھدےٰ نور العلےٰ ؛ شمس الضحےٰ بدر الدجےٰ یعنی محمد مصطفےٰ

آں کاروان سالار دین واں رحمۃ للعالمین ؛ آں مقتدای مرسلین واں پیشوائے انبیا

جنت نشانِ کوی تو والشمس ایما روے تو ؛ واللیل وصفِ موے تو خوبی ہر دو والضحےٰ

اسم تو اسم اعظمی جسم تو جانِ عالمی ؛ ذاتِ تو فخر آدمی شانِ تو شانِ کبریا

درِّ ولایت را صدف برج نبوت را شرف ؛ ایجاد عالم را سبب مقصود و محبوبِ خدا

آں سرورِ عالی ہمم واں حسبنا سیف و قلم ؛ عز العرب فخر العجم بحرِ کرم کانِ سخا

ذکرِ تو در ہر منزلے چوں شمع اندر محفلے ؛ ذوقِ تو اندر ہر دلے چوں مشعلِ ظلمت ربا

مدعو و ہم داعی توئی ہادی و مولائی توئی ؛ مقصود اللہی توئی یا مصطفےٰ یا مجتبےٰ

بیان رضاعت شریف

اصحاب تواریخ و ارباب سیر متفق ہیں کہ بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثویبہ ابولہب کی لونڈی کا دودھ پیا اسکے بیٹے کا نام مسروح تھا اور

اسی لونڈی ثوبیہ کا دودھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوسلمہ مخزومی اور عبداللہ بن حجش
اسدی نے پیا ہی تو ان سب کے اندر اخوت رضاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت
ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ کا شیر صرف سات دن نوش فرمایا اسکے بعد ستائیس دن
ثوبیہ کا شیر پیا۔ اسی ثویبہ نے ابولہب کو حضور کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تھی
ابولہب نے اسکے صلہ میں اسکو آزاد کر دیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ بعد مرنے کے میں نے ابولہب کو خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ کیا حال ہی کہا
کہ جس دن سے مری حیات کی کشتی گرداب موت کے اندر پڑی ہے متلاطم امواج
عذاب اور عقاب میں مبتلا ہوں لیکن شب دوشنبہ کو میرے انگھوٹھے اور بیچ کی
انگلی سے چند قطرے پانی کے ٹپک پڑتے ہیں جسکی وجہ سے قدرے عذاب میں
تخفیف ہو جاتی ہی اور یہ اس وجہ سے کہ ثوبیہ کو میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کی ولادت کی خوشی میں ان انگلیوں کے اشارہ سے آزاد کیا تھا۔ ماثبت بالسنہ میں
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن جزری فرماتی ہیں
کہ جب ابولہب کافر کا جس کی مذمت میں قرآن اترا ہے یہ حال ہو کہ دوزخ کے اندر
اندر اس کا عوض ملا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شب پیدائش کو خوش ہوا تھا پھر امت
کے مسلمانوں کا حال دیکھا چاہئیے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے خوش
ہوتے ہیں اور ان کی محبت میں جہانتک اُن کی قدرت پہنچتی ہے خرچ کرتے ہیں
میری جوانی کی قسم ہے کہ خدائے کریم کی طرف سو اُسکے واسطہ یہ جزا ہے کہ اس کو اپنے
فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل کرے ثوبیہ کے اسلام میں اختلاف ہی پھر ثوبیہ کے
بعد اس دولت اور شرافت سی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مشرف ہوئیں۔

نسب نامہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ حلیمہ بنت عبداللہ ابو ذویب بن حارث بن شحنہ بن رزام بن ناصرہ بن قصیتہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازان بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میرے پستان میں بوجہ قحط سالی اور عزبت کے اتنا دودھ نہیں تھا کہ اپنے فرزند کو سیر کرتی جس وقت کہ میں نے سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا بمجرد گود میں لینے کے میرے پستانوں میں اسقدر دودھ اترآیا کہ جس کا بیان نہیں۔ میں نے جوں ہی حضور کو گود میں لیا آپ نے آنکھیں کھول کر مجکو دیکھا اور تبسم فرمایا اُس تبسم کا لطف اور مزہ میں ہی جانتی ہوں کہ کسی حسین کے اندر نہ دیکھا نہ سنا پھر داہنی پستان میں نے آپ کے منہ کے روبرو رکھی آپ نے خوب سیر ہوکر شیر نوش جان فرمایا اُس کے بعد پھر میں نے بائیں پستان دی تو آپ نے منہ پھیر لیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت میں ہی عدالت سے توفیق دئے گئے تھے حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میرا فرزند ہمیشہ بائیں پستان پیتا اور حضور داہنی۔ اول حضور پیتے بعد میں میرا فرزند میرے فرزند نے کبھی آپ پر دودھ پینے میں سبقت نہیں کی اور جب میں چاہتی کہ آپ کا دہن شریف پاک و صاف کروں غیب سے اس امر میں مجھ سے سبقت ہوجاتی تھی الغرض بعد تین روز یا سات روز قیام مکہ کے حضرت حلیمہ اپنے قبیلہ بنی سعد کی طرف متوجہ ہوئیں۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ راستے میں عجیب وغریب واقعات مشاہدہ کئے۔ اول یہ کہ جو میرا گدھا تھا وہ

نہایت ہی لاغر اور کمزور تھا کہ بدقت تمام اُس نے مجھکو مکّہ تک پہنچایا تھا اب کہ حضور کو لیکر سوار ہوئی تو نہایت ہی چست وچالاک ہو گیا اور مارے خوشی کے رقص کرنے لگا۔ کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر تین بار اُسنے سجدہ کیا دوسرے یہ کہ وہ عورتیں جو میرے ہمراہ بچوں کے لینے کے لئے مکہ آئین تھین وہ میرے اُس گدھے کی رفتار پر تعجب کرتی تھیں تو میں نے گدھے سے سُنا وہ کہتا تھا کہ واللہ میری شان بڑی ہے اے بنی سعد کی عور تو تم کو معلوم نہیں کہ میرے اوپر کون سوار ہے میں کس کا حامل ہوں میں رسول رب العالمین کا حامل ہوں کہ جو دنیا کی خوشی اور آخرت کے نور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیسرے یہ کہ اطراف وجوانب سے میں یہ آواز سنتی تھی کہ اے حلیمہ تو بنی سعد کی عورتوں میں سب سے افضل ہوگئی ہے چوتھے جو گلہ بکریوں کا راستہ میں ملا اُس میں سے ایک ایک بکری میرے روبرو آتی تھی اور کہتی تھی کہ اے حلیمہ تو جانتی ہے کہ تیرا رضیع کون ہے محمدؐ رسول اُس اللہ کا ہے کہ جو زمین وآسمان کا پروردگار ہے یہ بہترین فرزندان آدم سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں جس منزل میں اترتے وہ جگہ سبزہ زار بنجاتی تھی حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب حضور دو ماہ کے ہوئے تو گھٹنوں چلنے لگے اور تین ماہ کے پانوں کے بل کھڑے ہونے لگ گئے اور چار ماہ کے دیوار وغیرہ کو پکڑ کر ہر طرف چلتے تھے اور پانچ مہینہ کے پورے پانوں چلنے لگ گئے تھے اور چھ مہینہ کے تیز رفتاری کے ساتھ چلنے لگے تھے اور ساتویں مہینہ ہر طرف خوش دوڑتے تھے اور آٹھویں مہینہ کلام فرمانے لگ گئے مدارج میں حضرت حلیمہ سے منقول ہے کہ اول کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا نو مہینہ

ے کے کلام فصیح کرتے تھے جب دس مہینہ کے ہوئے تو لڑکوں میں تیر اندازی سے مفاضلہ
فرماتے تھے ان ایام میں اگر کوئی آپ سے دریافت فرماتا کہ آپ کون ہیں تو آپ فرماتے کہ
میں بخت ترین عرب ہوں میں دلیر ترین اور خوشتر ین انہوں کا ہوں۔ میں محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب ہوں حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ابتدائے رضاعت سے مدت دو سال
آپ کے تعہد کے اندر رہی اس عرصہ میں کسی وقت سوائے معمول کے آپ نے بول و
براز نہیں کیا نہ مجھکو اس عرصہ میں دھونے کی نوبت پہنچی مجھ سے پہلے غیب کی طرف سے
آپ صاف اور شستہ ہو جاتے تھے اگر کبھی ستر کھلجاتا تو آپ اس قدر غضب ظاہر
فرماتے کہ مجھکو فوراً ڈھانکنا پڑتا۔ کسی چیز کی طرف ہاتھ دراز نہ فرماتے جب تک کہ اول
بسم اللہ نہ پڑھ لیتے کبھی کوئی چیز اس مدت میں حضور نے بائیں ہاتھ سے نہیں لی
ہرگز کبھی مثل لڑکوں کے گریہ اور بدخوئی نہیں کی لڑکوں کو کھیل کود سے منع فرماتے اگر
کوئی لڑکا کھیلنے کی رغبت دلاتا تو آپ فرماتے کہ ہم کو کھیل اور کود کیلئے نہیں پیدا کیا ہے

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مُونِسِ کُلِّ الْبَشَرِ ❊ مُبَدِّلِ الْوَحْشَۃِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسٍ

رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگوں کے مونس پر ❊ جو وحشت قبر کو انس کے ساتھ بدل دیتے ہیں

دربیان معجزات

جاننا چاہیئے کہ انبیا علیہم السلام سے معجزے اُن کے مرتبہ کے اندازہ پر ظاہر ہوئے
ہیں بعض انبیا اعجاز میں درجہ اعلےٰ پر ہیں اور بعض درجہ ادنیٰ پر۔ بعض کو کثرت اور
بعض کو قلت۔ چونکہ ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت
تمام انبیا پر متحقق ہے لہذا آپ سے معجزات بھی بدرجہ اعلیٰ کثرت سے ظہور میں آئے جن کا

حصر اور احصار عدد و شمار سے افزوں ہے ضابطہ اس میں یہ ہو کہ کل معجزے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے وہ دو قسم پر منقسم ہیں ایک عقلی دوسرے حسی پھر عقلی معجزات بھی بہت انواع پر ہیں منجملہ اُن کے چند معجزات بطور اختصار اس مختصر کے اندر درج کیے جاتے ہیں کہ جو بداہت عقل آپ کی نبوت و رسالت اور اولوالعظمی پر دال ہیں۔

معجزات عقلی

اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین کے اندر نشوونما پایا فضلا اور علمائے روزگار میں سے کسی کی مصاحبت اور مجالست کا آپ کو اتفاق نہیں ہوا نہ کسی حکیم سے حکمت سیکھی نہ کسی اوستاد کے آگے زانوئے ادب تہ کیا باوجود اس کے پھر معرفت ذات و صفات و افعال و اسماء و احکام الٰہی اس درجہ کہ تمام ہی روئے زمین کے عقلا اور علما اور حکما کمال علم اور حکمت اور زیادتی عقل میں اس کو مسلم رکھکر دل و جان سے تابع ہوئے اور اسی اطاعت اور فرمانبرداری کی بدولت انھوں نے پایا جو کچھ کہ پایا ؎

نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ٭ بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

پس جس کسی کو عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا ہوئی ہے وہ بے چون و چرا یقیناً و جزماً جانیگا کہ اس قسم کی علم و حکمت کا ظہور بے تعلیم الٰہی اور بغیر ہدایت ربانی ایک اُمّی سے ہرگز ممکن نہیں دوئم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار بدکردار اور معاندین بددین نے ہدایت کی رکاوٹ کے لئے کوئی ظلم نہ تھا کہ جو نہ کیا ہو اور کوئی مکر نہ تھا

کہ جو اظہار کیا ہو پھر اس پر حضور نے کمال صبر اور استقامت اور حلم اور علم سے ابلاغ اور تبلیغ کے اندر ذرہ برابر کسی وقت میں فرق نہ آنے دیا اور اپنے نفس کو مال اور جاہ اور آسائش اور فراغت کی طرف مائل نہ ہونے دیا۔ دشمنوں کے طعن اور ضرب اور قتل و حرب کی کچھ پروانہ کی آخر نصرت الٰہی و اعانت خداوندی جل سلطانہ تمام ہی دشمنوں پر غالب آئے اور کل معاند سرنگوں اور خوار ہوئے اور آپکا طالع اقبال اس عروج پر پہنچا کہ مشرق سے مغرب تک تمام ہی روئے زمین کے اندر آپ کا دین متین منتشر ہو گیا اور آپ کے غلاموں نے ربع مسکون کو گھیر لیا اور آپ کی صداقت نبوت اور رسالت کا نقارہ چار دانگ عالم کے اندر وہ بجا کہ بہرہ سے بہرہ کے گوش ہوش کے اندر بھی یہ صدا عبرت انگیز پہنچ گئی۔ کیا تھوڑی سی عقل والا بھی اس معجزہ کو دیکھکر آپ کی نبوت اور رسالت کے اندر کلام کر سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں سوئم قرآن مجید جو آپ پر نازل ہوا اور اس جیسی ایک آیۃ بنانے اور معارضہ میں مقابلتاً پیش کرنے سے اُس وقت کے بلغا اور فصحا عاجز رہے اور قیامت تک اسی طرح سے رہیں گے حالانکہ عار اور ننگ بھی مخالفین کو دلائی جاتی ہی کہ لاؤ اس جیسی ایک آیتہ ہی بنا لاؤ۔ دیگر علوم و فنون کے لحاظ سے نہیں تو صرف تراکیب الفاظ کے ہی لحاظ سے لاؤ مگر ہر زمانہ اور ہر قرن کے اندر سکوت ہی رہا اور اب بھی یہی حال ہے اگر کسی کو دعویٰ ہے تو آوے۔ پھر کیا دلیل صریح کہ جو آفتاب سے زیادہ روشن ہے کسی عاقل کے لئے آپ کی نبوت اور رسالت حقہ کو کافی نہیں۔ ضرور ہی ضرور ہے چہارم علمائے اہل کتاب اور متبحران فن تواریخ و حساب نے مشکل سے مشکل مسائل کے اندر بکرات و مرات حضور کا امتحان کیا لیکن کسی صورت میں خطا ثابت

نہ کر سکے جو کچھ فرمایا اور جس چیز سے خبر دی سب کو موافق عقل اور نقل کے اور مطابق واقعہ کے پایا چنانچہ عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا اسی امتحان کے بعد ہوا یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف میں تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن سلام جو احبار یہود سے تھے حضوری میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مین آپ سے تین چیزون کا سوال کرتا ہون کہ ان کو سوائے نبیون کے کوئی نہین جانتا ایک اُن مین سے یہ ہر کہ اول علامت قیامت کی کیا ہے دوسرے جنتیوں کا پہلا کھانا جنت کے اندر کیا ہوگا تیسرے کیا سبب ہر کہ کبھی اولاد باپ کی شبیہ پر ہوتی ہر کبھی ماں کی آپ نے فرمایا پہلی علامت قیامت کی آگ ہے جو اُٹھیگی اور آدمیون کو جمع کر کر مشرق سے مغرب کی جانب لیجاویگی اور پہلا کھانا جنت مین جنتیون کا مچھلی کا جگر ہے اور فرزند کے شبیہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب سبقت کرے پانی مرد کا عورت کے پانی پر تو شبیہ باپ کی ہوتی ہر اور سبقت کرے پانی عورت کا تو شبیہ ماں کی ہوتی ہر پس ان جوابات کو سنکر حضرت عبداللہ نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ پنجم آپ کا مستجاب الدعوات ہونا اگرچہ اس کی تعداد بہ تفصیل تو مشکل ہے مگر کچھ تھوڑے سے تمثیلاً اس مختصر کے اندر لکھے جاتے ہیں غزوہ خیبر میں جب حضور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر لشکر بنایا تو آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں حضرت علی نے حاضر ہو کر حضور کے لعاب مبارک کو آنکھ میں لگایا فوراً اچھے ہو گئے پھر اسکے بعد آپ نے حضرت علی کے واسطے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس روز سے میں گرمی اور سردی سے متاذی نہیں ہوتا ہوں چنانچہ ابی لیلی کہتے ہیں کہ علی سخت گرمیوں

میں زیادہ روئی کا کپڑا پہن لیتے تو آپ کو اُس سے کچھ باک نہ تھا اور سردی میں باریک کپڑے سے کچھ ضرر نہیں ہوتا تھا۔ دیگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب کے حق میں دعا کی اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِکَ اُس کو شیر نے پھاڑ ڈالا دیگر ابو طالب بیمار ہوئے حضور سے دعائے صحت کی خواستگار ہوئے حضور نے شفا کے لئے دُعا فرمائی فوراً اس مرض سے صحت حاصل ہوئی تو ابو طالب نے یہ کہا کہ اِنَّ مَعْبُوْدَکَ یُطِیْعُکَ یعنی تیرا خدا تیری اطاعت کرتا ہے دیگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن کو جاتے تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نہیں جانتا کہ قضایا میں حکم کس طرح کرنا چاہیئے حضور نے حضرت علی کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور دعا دی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَسَدِّدْ لِسَانَہٗ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر مجھکو کسی قضیہ کے اندر شک اور تردد نہیں رہا اور حقیقت اُس کی میرے اوپر منکشوف ہو جاتی تھی دیگر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر حضور انور نے ہاتھ پھیرا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ وَتَاوِیْلَ الْقُرْاٰنِ چنانچہ اس کی برکت سے حضرت ابن عباس ملقب بشاہ مفسران ہوئے دیگر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایکدن حضور کے ابریق کو پانی سے بھر دیا تھا اُن کے حق میں یہ چار دعائیں فرمائیں اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاغْفِرْلَہٗ حضرت انس فرماتے ہیں کہ بہ برکت اس دعا کے حق تعالےٰ نے مجھکو اسّی ہزار جریب باغ عطا فرمایئے اور ان باغوں میں ہر سال دو مرتبہ پھل آتا ہے اور میری اولاد کے اندر بھی بہ برکت دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کثرت ہے کہ ایکسو چھبیس لڑکے اور چھیالیس لڑکیاں ہیں اور عمر ایکسو سترہ برس کی عطا ہوئی

اب چوتھی دُعا مغفرت الٰہی کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں چنانچہ لکھا ہے کہ آخر
عمر میں وقت انتقال کے حضرت انس نے مناجات کی کہ الٰہی چار دعاؤں میں
کہ جو تیرے حبیب نے میرے حق میں کی ہیں تین کو میرے حق میں قبول فرمایا میں نہیں
جانتا کہ چوتھی دعا کیونکر ہوگی آواز آئی کہ اے انس جب اُن تین دعاؤں کو ہم نے قبول
کیا تو چوتھی کو کیسے رد کرینگے خاطر جمع رکھہ کہ ہم نے تجھپر رحمت کی۔ غرض بے شمار
دعائیں ہیں کہ حضور کی مقرون باجابت ہوئیں کہ کتب احادیث وسیر پر ہیں اب ایک
دعا کہ جس میں بشارت ہم گنہگاروں کے لئے ہے لکھکر اکتفا کی جاتی ہی۔ معارج النبوۃ
میں ہی کہ ایک روز حضرت امام المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واسطے زیارت
حضرت اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوئے اُس وقت آپکو حضرت
اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہایت ہی خوش حال اور خوش وقت
پایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین سے کہا کہ اے عائشہ
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت میں بہت راضی اور خوش پاتا ہوں
حضور سے درخواست کیجئے کہ میری حق میں دعائے خیر فرماویں حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا نے عرض کیا آپ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی غَفَرَ اللّٰہُ لَکِ یَا عَائِشَۃُ مَا
قَدَّمْتِ وَمَا اَخَّرْتِ وَمَا اَعْلَنْتِ وَمَا اَسْرَرْتِ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اس دُعا سے نہایت خوش ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر
آپ اس دعا سے کہ جو میں نے عائشہ کے حق میں کی ہی بہت خوش ہوئے عرض کیا
یا رسول اللہ کیونکر خوش نہ ہوں اور کیونکر مجھکو یہ فخر اور شرف نہ ہو کہ حضور نے میری
فرزند کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی حالانکہ آپ کی دُعا مقبول ہے حضرت نے

فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجکو سچا نبی بناکر مخلوق کی طرف بھیجا کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں ہو کہ میں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کیلئے مثل اس دعا کے جو عائشہ کے لیئے کی ہے نہ کرتا ہوں۔ الحمد للہ علی ذالک ؎

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول ✤ اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

اس جگہ مقصد ان حکایات کے لانے سے یہ ہے کہ اجابت دعوات بھی منجملہ معجزات سے ہے جب عاقل اس میں تامل کریگا صدق نبوت اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی شبہ اور شک اُس کے دل پر خطور نہیں کریگا۔ **ششم** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امور غیبیہ سے مطلع فرمانا یہ اخبار غیبی بعضے متعلق زمانہ ماضیہ سے ہیں اور بعضے زمان مستقبل سے۔ زمانہ گذشتہ سے متعلق جیسے انبیا علیہم الصلوۃ کے واقعات اور امم سابقہ کے حالات وغیرہ وغیرہ اور زمانہ مستقبل سے متعلق جیسے حضور کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی نسبت فرمانا یَابَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ یعنی خدا تعالیٰ نہیں چاہتا ہے اور انکار کرتا ہو اور مسلمان انکار کرتے ہیں اور نہیں چاہتے ہیں مگر ابوبکر کو چنانچہ ایسا ہی ہوا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا اَلْفِتْنَۃُ لَا تَظْهَرُ مَا دَامَ عُمَرُ حَیًّا یعنی عالم میں فتنہ پیدا نہ ہوگا جب تک عمر زندہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندہ رہے کوئی فتنہ نہیں اٹھا اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی فرمایا کہ لوگ عثمان کو قتل کرینگے حالانکہ وہ قرآن پڑھتا ہوگا اور فرمایا سَیُقْطَرُ دَمُهٗ عَلٰی قَوْلِهٖ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ یعنی خون عثمان کا اس کلمہ پر گرجائیگا فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ پھر ویسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ بدبخت ترین مردم دو
آدمی ہیں ایک وہ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کے ناقہ کو عقر کیا دوسرا وہ کہ جو اے
علی تیرے سر پر زخم مارے اور تیری ڈاڑھی سر کے خون سے آلودہ ہو چنانچہ قتل آپکا اسی
طرح ہوا۔ ایک روز حضرت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ
عنہم جمع تھے حضور نے فرمایا کہ تمہارے پچھلے کی موت آگ میں ہو گی چنانچہ سب سے پیچھے حضرت
سمرہ بن جندب فوت ہوئی یہ نہایت ہی بوڑھے ہو گئے تھے ایکدن آگ جلاتے تھے کہ آگ
میں گر پڑے اور حسب فرمودہ جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرمایا حضرت
عمار بن یاسر سے فرمایا کہ تجھکو اہل بغی قتل کرینگے پھر ان کو اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا
قتل امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے خبر دی اور قبضہ خاک کربلا سے لائے اور فرمایا کہ اس
خاک میں حسین لوٹیگا پھر ویسا ہی ہوا اور فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس برس ہو گی چنانچہ
مقدار خلافت خلفائے راشدین اسی قدر ہے۔ صحیحین میں ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا کاتب وحی تہا وہ مرتد ہو کر مشرکوں میں جا ملا حضرت شاہ رسالت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خاک قبول نہیں کریگی حضرت انس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے ابوطلحہ سے سنا رضی اللہ عنہ کہ میں اس سرزمین میں پہنچا جہاں وہ مرا تھا
ہر چند اسکو زمین میں دفن کرتے تھے مگر زمین اُس کو قبول نہیں کرتی تھی غرض ایسے واقعات
اس کثرت سے ہیں کہ تفصیل اسکی ممکن نہیں ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت حذیفہ بن الیمان سے
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں جتنے امور قیامت تک
ہونے والے ہیں سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھے اُسے یاد رہے اور جو بھول گئے
سو بھول گئے اور میرے اُن اصحاب کو اس بیان کی خبر ہے اور بعض شئے اس میں سے

ہوتی ہی کہ میں اسے بھول گیا تھا پھر میں جب اُسے دیکھتا ہوں تب یاد آجاتی ہی۔ پھر کیا ایسے
امور خصائص نبوت اور لوازم رسالت سی نہیں ضرور ہیں ضرور ہیں ہفتم حضور کی امت
میں اولیا اللہ کا ہونا جنہوں نے کمال اتباع سے اپنے متبوع و ولی نعمت کی نبوت اور
خوان کرم کی وسعت کا ہر ملک بلکہ ہر شہر اور ہر دیہہ کے گوشہ گوشہ کے اندر ایسا ثبوت دے
رکھا ہی کہ کسی مخالف کو بھی مجال انکار نہیں دور کیوں جاتے ہو ہندوستان میں بھی مشتی نمونہ
از خروارے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز اجمیری و حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہی دہلوی و حضرت علی احمد صابر کلیری و حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ
دہلوی و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی و حضرت داتا گنج بخش لاہوری وغیرہ وغیرہ
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کہ جن کو اس جہان فانی سے گذرے ہوئے صدیاں گذریں پھر
اس وقت تک باوجود کثرت مخالفین ان حضرات کے مزار پر انوار زیارتگاہ خلائق و حاجت
روائی عالم موجود ہیں مسلمان تو جو کچھ ان حضرات کی عظمت کریں وہ بجا ہے لیکن مخالفین
اسلام کے دلوں پر بھی وہ سکہ بیٹھا ہوا ہی کہ جو کوئی ان حضرات کے دربار فیض بار میں حاضر
ہوتا ہے وہ سرنگوں اور خمیدہ پشت ہی دکھلائی دیتا ہی جسکی نظیر دوسرے مذہب و ملت کے اندر
نہیں پائی جاتی آخر یہ قبولیت عامہ بعد انتقال بھی کیوں ہی اسی وجہ سے کہ اسی سردار
دو عالم محبوب کبریا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی کا طوق ان حضرات
کے گلے میں پڑا ہوا ہے کیا یہ معجزہ اہل عقل کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بین
نہیں ضرور ہے ضرور ہی پس ارباب دانش کیلئے یہی چند معجزات عقلی آپ کے صدق نبوت
اور رسالت کے لئے کافی ہیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

معجزات حسّی

معجزات حسی تین قسم پر منقسم ہیں ایک قسم ذاتی ہے دوسری صفاتی تیسری خارجی
ذاتی وہ ہیں کہ جو ذات عالی صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل تھے چنانچہ
علما نے لکھا ہے کہ فرق ہمایوں سے اقدام میمون تک کوئی عضو ایسا نہیں ہے کہ جو
اعجاز سے خالی ہو سر مبارک کا معجزہ تھا کہ کوئی پرندہ آپ کے سر کے اوپر سے پرواز
نہیں کرتا تھا جس وقت سر مبارک کے محاذ میں آتا تھا چپ و راست کو منحرف ہو جاتا
تھا کبھی سیدھا سر مبارک پر سے نہیں گذرا۔ دوسرا معجزہ یہ تھا کہ حضور کے سر مبارک
پر کبھی ابر کا ٹکڑا سایہ فگن رہتا تھا اور کبھی دو مرغ سفید اپنے بازو کو کھولکر تابش آفتاب
کے آسیب سے آپ کو نگاہ رکھتے تھے موئے مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ آفات سے بچاتے
تھے چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چند موئے مبارک اپنی کلاہ کے اندر سلوا
لئے تھے اور بر وقت محاربہ اس کو سر پر رکھکر قتال کفار میں مشغول ہوتے تھے بہ
برکت موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد میں ہمیشہ بڑے بڑے پہلوانوں
زورآزما پر فائق آتے تھے چنانچہ ایک روز شام کی لڑائی میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ
کلاہ شریف کو بھول گئے تھے کفار سے لڑائی شروع ہونے پر یاد آیا اور آپ پر کفار
ہر طرف سے ہجوم کر کے گر پڑے اُس وقت آپ نے اپنے سر پر کلاہ شریف کو نہ پایا
نہایت محزون اور مغموم خاطر ہوئے بعد ازاں وہ تاج آپ کی بیوی نے اسی معرکے
میں پہنچایا پہنچتے ہی بہ برکت موئے شریف لشکر کفار نابکار پر فتح حاصل ہوئی جس کا قصہ
مفصل فتوح الشام کے اندر درج ہے معجزہ روئے مبارک کا یہ تھا کہ اگر بدر کامل

مقابلہ میں روئے مبارک کے ہوجاتا تو اُس کی روشنی مانند معلوم ہوتی تھی اندھیرے
میں گم شدہ چیزیں مل جاتی تھیں چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے
بازو پکڑ کر حضرت ام المومنین جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف میں مجھکو
لیگئے حضرت عائشہ نے تبسم فرمایا حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت
فرمایا تو حضرت صدیقہ نے عرض کیا کہ حضور کا خرقہ شریف ایک جگہ سے پھٹا تھا
میں نے چاہا کہ اس کو سیدوں سبیلہ انصاری کے ہاں سے عاریتاً سوئی تاگا
لیا تھا وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر پڑی گھر میں چراغ نہ تھا ہر چند ڈھونڈی مگر وہ
سوئی نہ ملی اب کہ حضور تشریف لائے روئے مبارک کی روشنی سے وہ سوئی گم کردہ
مل گئی **معجزہ چشم شریف** کا یہ تھا کہ جس طرح اشیا سامنے سے دکھلائی دیتی تھیں
اسی طرح پس پشت سے بھی اور جس طرح حضور روشنی میں دیکھتے تھے اسی طرح اندھیری
میں دیکھتے تھے اوسی طرح غیبت میں بھی چنانچہ خود فرماتے ہیں اِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ
کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَاِنِّیْ اَرٰی فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا اَرٰی فِی الضَّوْءِ **معجزہ گوش**
مبارک کا یہ تھا کہ جیسا پاس سے سنائی دیتا تھا ویسا ہی دور سے چنانچہ اسارلے
بدر میں سے اپنے چچا حضرت عباس سے زر فدیہ طلب کیا تو عباسؓ نے کہا
کہ میں کہاں سے لاؤں تو آپ نے فرمایا کہ اس روپیہ میں سے دو کہ جو تم اپنی بیوی
ام الفضل کو دے آئے ہو اور تم نے کہا ہے کہ اگر میں بسلامت آگیا تو فبہا ورنہ اسقدر تو
تم لینا اور بقیہ میرے فرزندوں پر تقسیم کر دینا اس کو سنکر حضرت عباس نے کہا کہ جب
وقت میں نے اپنی بیوی سے یہ بات کہی تھی اس بھید پر کوئی آگاہ نہیں تھا اَشْھَدُ

اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دوسرے آپ نے فرمایا کہ جو محبت سے میرے اوپر درود شریف پڑھتا ہے اُس کی درود شریف کو خواہ وہ مشرق میں ہو خواہ مغرب میں میں خود سُنتا ہوں۔ آپ جمادات کی آواز سنتے تھے آپ پر شجر حجر سلام کرتے تھے چنانچہ سنگ متکلم آج تک کعبہ شریف میں زیارتگاہ خلائق موجود ہے بحمد اللہ فقیر مولف بھی اسکی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ مکہ مکرمہ میں اس کوچہ کا نام زقاق الحجر ہے زقاق کوچہ کو کہتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

نظم

نَطَقَ الْحَجَرُ سَجَدَا لِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
مَا سَاغَ ذَاکَ بِغَیْرِہٖ
سَرَّ الزَّمَانُ بِسُوْرِہٖ
کَشَفَ الشُّبَہَ بِبَیَانِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
فَتَحَقَّقُوْا بِحَقِیْقَتِہٖ

خَسَفَ الْقَمَرُ بِجَمَالِہٖ
مَلَاءَ الْخَلَاءُ بِخَیْرِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
نَسَخَ الْمِلَلَ بِظُھُوْرِہٖ
رَفَعَ الْعُلٰی بِمَکَانِہٖ
فَلْتَھْتَدُوْا بِشَرِیْعَتِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

عَجَزَ الْبَشَرُ بِکَمَالِہٖ
خَرَقَ السَّمَاءَ بِسَیْرِہٖ
شَرَقَ الْمَکَانُ بِنُوْرِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
اَکْرِمْ بِرِفْعَتِ شَانِہٖ
ثُمَّ اقْتَدُوْا بِطَرِیْقَتِہٖ

دہن مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ لعاب شریف اسقدر شیریں تھا کہ جس شور کنوئیں کے اندر ڈالا گیا اُس کا پانی ایسا شیریں ہوجاتا تھا کہ مثل اُس کے دوسرا کنواں نہیں ہوتا تھا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کھاری کنواں تھا حضور نے اس کے اندر لعاب شریف ڈالدیا پھر اُس کے برابر ساری مدینہ میں کوئی کنواں نہیں تھا۔ ایک مرد کا جنگ احد کے اندر ہاتھ کٹ گیا حضور نے اسکے ہاتھ

کٹے ہوئے کو لعاب دہن مبارک سے اُسکی جگہ لگا دیا فوراً مبدل بحال اول ہوگیا
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غار حرا کے اندر سانپ نے کاٹا حضور نے لعاب
شریف لگا دیا فوراً صحت ہوگئی۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہ کی دکھتی آنکھ کے
اندر غزوہ خیبر کے وقت لعاب شریف لگانے سے صحت ہوگئی۔ شیر خوار بچوں کو آپکی
خدمت اقدس میں لاتے آپ اُن کے منہ میں لعاب شریف ڈالدیتے سارے دن
پھر اُن کو دودھ کی حاجت نہیں رہتی صاحبزادے سردار کونین یعنی حضرت امام حسن
حسین رضی اللہ عنہما کو جب شکایت پیاس کی ہوتی آپ اپنی زبان مبارک اُن
کو چُسا دیا کرتے تھے فوراً ایسی تسکین ہوجایا کرتی تھی کہ پھر تمام دن پانی کی طلب نہیں
رہتی تھی۔۔۔۔۔ دست مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ جس شئے پر آپکا دست مبارک لگا اس
میں سے وہ خیر و برکت ظاہر ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے میں بکریاں چرا رہا تھا حضور نے فرمایا کہ اے
لڑکے تیرے پاس کچھ دودھ ہے مینے عرض کیا کہ میں امین ہوں فرمایا کہ ایسی بکری
لاؤ جو گیابن نہو میں نے ایک بکری کی بچی پکڑ کر پیش کی حضور نے دست مبارک سے
اسکے تھنوں کو مس کیا یکبارگی اس کے پستانوں میں اس قدر دودھ بھر آیا کہ خود نوش
فرمایا اور حضرت صدیق کو دیا صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ دیگر آپ کے دست مبارک
میں سے خوشبو آتی تھی جسکے سر پر پھیر امعطر ہوگیا اور بہت سے معجزات ہیں جیسے انگشتان
مبارک سے پانی کا جاری ہونا۔ اور سنگریزوں کا کف مبارک کے اندر تسبیح کا پڑھنا
کافروں کے اوپر خاک کا پھینکنا پھر جسکے سر میں وہ خاک پڑی اسی کا جنگ بدر کے

اندر مقتول ہونا وغیرہ وغیرہ پشت مبارک کا یہ معجزہ تہا کہ مہر نبوت سے مزین تھی معجزہ قدم مبارک کا یہ تہا کہ جس شئے پر رکہا وہ شئے بابرکت ہو گئی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمائے ہیں کہ میرے ذمہ قرض بہت ہو گیا تہا میرے باغ میں پہل آیا وہ ایک قرضخواہ کو بھی کافی نہ تہا میں نے اپنا حال زار حضور میں عرض کیا حضور میرے باغ میں تشریف لائے اور چھواروں کے ڈہیر پر قدم مبارک کو مارا اور پھر اسکے اوپر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جابر کے قرضخواہ کہاں ہیں آویں پھر کل قرضہ میرا ادا کر دیا اور جتنا پیدا ہوا تہا وہ میرے عیال کے لئے چھوڑ دیا۔ الغرض آپکا تمام بدن اطہر معجزہ تہا یہی وجہ ہے کہ سایہ نہ تھا کیا اچھا کہا ہے میر حسن نے ؎

وہ قد اس لئے تہا نہ سایہ فگن	کہ تہا کل وہ ایک معجزہ کا بدن
بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے	خدا نے کیا اپنا محبوب اُسے
محمدؐ سے مانند جگ میں نہیں	نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا کہیں

بیان معجزات صفاتی

آپ کے صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ علم اور حلم وعفو وجود وسخاوت وشجاعت وحسن معاشرت با اقارب واجانب وشفقت ورحمت ورافت باجمیع خلائق ووفا بعہد وصلہ رحمی وتواضع وعدل وعفت وصدق ویقین ووقار ومروت وزہد وقناعت وغیرہ ذالک ایسے کمال پر واقع تھیں کہ کسی طرح اُن پر کسی کے اندر زیادتی متصور نہیں ہو سکتی تفاصیل ان کی کتب مبسوطہ کے اندر موجود ہیں اور تھوڑا سا بیان شروع میں گذرا اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

نظم

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ — وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا کَرَمِ

وہ رحمت عالم تمام نبیوں سے حسن صورت وسیرت میں بڑھ گیا — اور وہ سب حضرات علم وکرم میں آپ سے لگا نہیں کھاتے

وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ — غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

اور تمام انبیا رسول اللہ سے طالب ہیں — انکے بحر کرم کے ایک چلو کے یا فیض کی بارش سے ایک چسکی کے

وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِمْ — مِنْ نُقْطَۃِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شُکْلَۃِ الْحِکَمِ

اور تمام انبیا آپ کے حضور میں اپنے اپنے مرتبے پر کھڑے ہیں — اور وہ مرتبہ انکے دفتر علم سے مثل نقطہ یا دفتر حکمت سے مثل اعراب کے ہے

فَھُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاہُ وَصُوْرَتُہٗ — ثُمَّ اصْطَفَاہُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

پس آپ فضائل باطنی وظاہری میں کمال کو پہنچے ہوے ہیں — پھر خدا تعالے نے جو خالق کل ہے اپنا حبیب بنا لیا

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ — فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی خوبیوں میں کوئی دوسرا شریک ہو — پس وہ جوہر حسن جو آپ میں ہے غیر مشترک ہے

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ — وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمِ

وہ دعوی تو جو نصارٰی نے اپنی نبی کے لئے کیا ہے چھوڑ دے — اور اسکے سوا جس صفت کا جی چاہے حضور کی ثنا میں حکم لگادے اور اسپر مستحکم رہ

بیان معجزات خارجی

معجزات خارجیہ کا شمار اور احصار بھی غیر ممکن ہے اس جگہ تبرکاً تھوڑے سے بیان کئے جاتے ہیں۔ از انجملہ ایک شاخ خرما کا تلوار بنا دینا ہے جیسا کہ بیہقی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی تلوار غزوہ اُحد میں ٹوٹ گئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ خرما کی اُنکے ہاتھ میں دیدی کہ وہ تلوار ہو گئی

پھر وہ تلوار حضرت عبداللہ کے پاس تا زیست رہی بعد اُن کے انتقال کے اُن کے ترکہ میں سے دو سو دینار کو بکی۔

ازانجملہ۔ ستون حنانہ کا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر رونا ہے۔ یہ معجزہ حد تواتر کو پہنچگیا ہے۔ چنانچہ علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ حدیث گریہ ستون کی متواتر ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے وقت ایک ستون مسجد سے جو خشک چھوہارے کا تھا تکیہ لگایا کرتے تھے جب منبر شریف بنا تب حضور نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کردیا۔ یکبارگی وہ ستون چھوہارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ شق ہوجاوے حضور منبر سے اترے اور اُس کو بدن مبارک سے چمٹالیا وہ ستون ہچکیاں لینے لگا۔ جیسے وہ بچہ کہ رونے سے چپ کرایا جاتا ہے۔ اور وہ ہچکیاں لیتا ہے یہاں تک کہ خاموش ہوگیا آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سُنا کرتا تھا اب جو نہ سنا اسواسطے رونے لگا۔ مثنوی شریف میں بھی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ اس قصہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ اشعار مثنوی شریف ؎

اُستن حنانہ از ہجر رسول	نالہ می کردے چو ارباب عقول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم از فراقت گشت خون
مسندت من بودم از من تاختی	بر سر منبر تو مسند ساختی
گفت خواہی کہ ترا نخلے کنند	شرقی و غربی ز تو میوہ خورند
یا دراں عالم حقت سروے کند	کہ تر و تازہ بمانی تا ابد
گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش	بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

ازانجملہ۔ پتھروں اور درختوں کا آپ کو سلام کرنا ہے چنانچہ ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اطراف مکہ کیجانب نکلے اور میں بھی آپ کی ہمراہ تھا سو جو پہاڑ یا درخت آپ کے سامنے آتا تھا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ازانجملہ۔ انگشتان مبارک سے چشمے پانی کے جاری ہونا ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے حضور کے سامنے ایک لوٹا تھا جس سے آپ نے وضو کیا لوگوں نے عرض کیا کہ ہماری لشکر میں نہ پانی پینے کے لئے ہے نہ وضو کے واسطے۔ مگر اسی قدر کہ آپ کے اس لوٹہ میں ہے پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹہ میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں سے مانند چشمہ کے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیوں نے پانی پی لیا اور وضو بھی کیا حضرت جابر سے دریافت کیا کہ آپ کتنے آدمی تھے اُنھوں نے کہا کہ پندرہ سو آدمی تھے اگر لاکھ بھی ہوتے تو وہ سب کو کفایت کرتا۔

ازانجملہ۔ درخت اور جنوں کا آپ پر ایمان لانا ہے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ جس کا دل تم میں سے جنوں کے دیکھنے کو چاہے آجکی رات حاضر ہو ابن مسعود کہتے ہیں کہ سوائے میرے کوئی حاضر نہ ہوا آپ مجھے سات لیکر چلے یہانتک کہ جب مکہ کی بلند جانب پہنچے آپ نے اپنے پائے مبارک سے ایک خط میری واسطے کھینچا اور فرمایا کہ اس میں بیٹھے رہو اور آپ تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر کلام اللہ پڑھنے لگے پھر آپ کو ایک جماعت کثیرہ نے گھیر لیا اور میرے او

آپ کے درمیان حائل ہو گئی اور میں نے سُنا کہ جنوں نے آپ سے کہا کہ کون گواہی دیتا ہے کہ آپ پیغمبر خدا ہیں وہاں ایک درخت تھا آپ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت گواہی دیدے تب تو تم مانوگے انھوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے اُس درخت کو بلایا اور اُس درخت نے گواہی دی اس کو دیکھکر تمام جنوں نے گواہی دی۔

سوائے مسلمانو تم سب بھی تجدید ایمان کیساتھ کہو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

از انجملہ۔ آپ کی امداد کے لئے اکثر غزوات میں ملائکہ کا آنا ہے چنانچہ جنگ بدر میں پانچہزار فرشتے آپ کی مدد کے واسطے آئے اور جنگ حنین اور اُحد میں بھی فرشتے آپ کی امداد کے لئے آئے حضرت سعد بن وقاص نے حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو مشاہدہ کیا صحیحین میں حضرت سعد سے روایت ہے کہ میں نے احد کی لڑائی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنی طرف اور بائیں جانب دو شخص سفید پوش دیکھے کہ خوب قتال کرتے تھے یعنی جبرئیل و میکائیل۔

از انجملہ شق القمر ہے جس کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا پھر اسی طرح جماعت تابعین اور تبع تابعین نے۔ امام تاج الدین سبکی نے شرح مختصر ابن حاجب میں صاف لکھدیا ہے کہ روایت شق القمر کی متواتر ہے تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نے جمع ہو کر حضور کی خدمت شریف میں عرض کیا کہ اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لاؤ گے انھوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے اللہ جل شانہ سے دعا کی سو چاند کے دو

ٹکڑے ہو گئے آپ نے پکار کر ہر ایک کافر کا نام لیکر فرمایا کہ اے فلاں فلاں گواہ رہو سب لوگوں نے اچھی طرح دیکھا اور دونوں ٹکڑے اتنے فرق سے ہو گئے تھے کہ جبل حرا ان دونوں کے درمیان مین نظر پڑتا تھا کافروں نے کہا کہ یہ انکا سحر ہے پھر ابو جہل نے کہا کہ سحر ہے تو تمہارے اوپر سحر ہوگا یہ بات تو نہیں ہوسکتی کہ ساری زمین والوں پر سحر ہو دوسرے شہر کے لوگ آویں تم اُن سے دریافت کر دسوا اور آفاق کے آنے والوں سے پوچھا سبھوں نے بیان کیا کہ ہم نے چاند کا شق ہونا دیکھا۔ تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ملیبار کے ایک راجہ نے مسلمانوں کی زبانی معجزہ شق القمر کا سُنا تو اُس نے اپنے برہمنوں سے اُن برسوں کے حالات میں کہ جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اس قصہ کو تلاش کرایا تو برہمنوں نے اپنی کتابوں میں دیکھکر تصدیق کی اور وہ راجہ مسلمان ہو گیا سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی اندر شہر دھار کہ متصل دریاے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا یکبارگی اُس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکرے ہو گیا اور پھر مل گیا اُس نے اپنے یہاں کے پنڈتوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوں گے اُن کے ہاتھ پر معجزہ شق القمر کا ہوگا چنانچہ راجہ نے ایک ایلچی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور ایمان لایا حضور نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا قبر اُس راجہ کی اُس شہر کے باہر اب تک زیارتگاہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے بھی اپنے رسالہ شق القمر میں اس قصہ کو تاریخ مفضلی سے نقل کیا ہے اور اُس راجہ کا نام راجہ بھوج لکھا ہے ازانجملہ۔ ردشمس ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم موضع سہبا میں کہ ایک موضع کا نام ہے جو متصل خیبر کے ہے تشریف
رکھتے تھے آپ پر وحی نازل ہوئی اُس وقت سر مبارک حضرت علی کے زانو پر رکھکر
سو گئے۔ حضرت علی نے عصر کی نماز نہین پڑھی تھی یہانتک کہ آفتاب غروب ہو گیا
تب آپ بیدار ہوئے آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھلی عرض کیا نہیں
آپ نے دُعا کی کہ الٰہی یہ علی تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں مشغول
تہا آفتاب کو پھیر لا۔ اسما راوی کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آفتاب غروب ہو چکا تہا
نہ یکایک پھر نکل آیا یہانتک کہ دہوپ زمینوں اور پہاڑوں پر پڑی اس حدیث
رد شمس کو اگرچہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں لکھا ہے مگر محققین محدثین نے
تصریح کی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
ایک رسالہ اسی حدیث کی صحت کے اندر لکھا ہے جس کا نام کشف اللبس فی حدیث
رد الشمس ہے۔

از انجملہ۔ لعاب مبارک کیوجہ سے سانپ کے زہر کا اثر نہ ہونا ہے چنانچہ حدیث
شریف میں وارد ہے کہ ہجرت کی رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کیطرف گئے۔ جب غار پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ غار میں داخل
نہ ہوں۔ پہلے میں داخل ہوں تاکہ جو کچھ غار میں ہو اس کا صدمہ مجھے پہنچے۔ سو غار میں
گھس گئے اور اُس میں جھاڑو دی اور اُس کے سب سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر
بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے تھے اُن میں اپنے دونوں پاؤں دیدیئے پھر آپ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب آپ تشریف لے آیئے حضور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کی گود میں سر مبارک رکھکر سو گئے۔ ایک سوراخ سے سانپ نے حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کاٹا۔ آپ نے جنبش تک نہ کی کہ مبادا حضرت جاگ پڑیں
مگر بہ سبب صدمہ زہر کے آنسو آنکھ سے نکل کر حضور کے چہرہ مبارک پر گرے آپ
بیدار ہوئے اور حال دریافت کیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے
ماں باپ قربان ہوں مجھے سانپ نے کاٹا۔ آپ نے آب دہن شریف اُس جگہ
پر لگا دیا فوراً اثر زہر کا جاتا رہا۔

نظم

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اُسپہ دیچکے
اور حفظ جان تو جان فروض غرر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان۔ اُنہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

اُن پر درود جنکو حجر تک کریں سلام
اُن پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

اُن پر درود جن کو کسِ بیکساں کہیں
اُن پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ بارگاہِ مالک جن و بشر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام
تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
کلمہ سے تر زباں درخت و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
ملجا یہ بارگاہِ دعا و اثر کی ہے

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں اسلام	مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں اسلام	یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے

الکلام المبین فی آیات رحمتہ للعالمین میں لکھا ہے کہ عالم دو قسم پر ہے ایک عالم معانی دوسرا عالم اعیان۔ عالم معانی عبارت ہے اُن چیزوں سے جو دوسری چیزوں میں ہو کر پائی جاویں۔ بذات خود قائم نہ ہوں جن کو عرض کہتے ہیں جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو وغیرہ۔ اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزوں سے جو بذات خود قائم ہیں۔ جنکو جواہر کہتے ہیں جیسے زمین۔ آسمان۔ آدمی۔ درخت وغیرہ۔ پھر عالم اعیان دو قسم پر ہے ایک عالم ذوی العقول اور دوسرا غیر ذوی العقول۔ پھر ذوی العقول تین قسم پر ہے۔ عالم ملائکہ۔ عالم انسان۔ عالم جنات اور عالمِ غیر ذوی العقول دو قسم پر ہے۔ ایک علوی جیسے آسمان ستارے۔ دوسرے سفلی۔ پھر سفلی دو قسم پر ہے۔ ایک عالمِ بسائط دوسرا عالمِ مرکبات عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب۔ آتش۔ باد۔ خاک سے۔ اور عالم مرکبات تین قسم پر ہے۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات جن کو موالید ثلاثہ کہتے ہیں۔ پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوئے۔ ہر قسم میں جناب رسول اکرم حبیب معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات لاتعد ولاتحصٰے ہیں جن سے کتب قوم پر ہیں۔ اس مختصر میں گنجائش لکھنے کی نہیں پس اسی قدر اکتفا کر کے اس دعا پر خاتمہ کیا جاتا ہے۔ یا الٰہ العالمین یا مجیب الداعین یا غیاث المستغیثین اس ذکر شریف کی برکت سے مولف اور اسکے والدین اور اُن کے مشائخ اور جمیع محبّین اور متعلقین اور سامعین اور قارئین اور کاتب مسکین اور اس ذکر شریف سے خوش ہونے والے غائبین اور حاضرین سب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما اور شفیع

المذنبین روحنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت روزی کر اور معاندین ومخالفین
ذکر شریف کو بھی اُس رحمۃ للعالمین کے رحمت واسعہ کے صدقہ میں ہدایت نصیب فرما
آمین ثم آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَئِمَّۃِ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَاَوْلِیَائِہِ الْکَامِلِیْنَ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — اُنکے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر — سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں — اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے — چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں — اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط — آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — ربِّ سلّم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں — قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ

بخش ہمکو ای خدائے دو جہاں
امن ہر شر سے ہر آفت سے اماں
بہر ذات رحمت للعالمین
دور رکھہ ہم سے غمِ دنیا و دیں
از پئے صدیقِ اکبر باخدا
روحی و جسمی مرض سی دے شفا
بہر فاروق ای کریم و اے رحیم
رکھہ ہمیں ثابت براہِ مستقیم
بہر ذی النورین ای ربّ العلا
بند دام نفس سرکش سی چھڑا
بہر روح اطہر زوج بتول
جو دعا ہم مانگیں یا رب ہو قبول
سید الشباب کا یا رب طفیل
ہو سدا نیکی کی جانب دل کا میل
حضرتِ سلمان کا صدقہ ای کریم
ہم پہ غالب ہو نہ شیطانِ رجیم
بہرِ روح قاسمِ عارف بحق
دور کر دل سی غم و درد و قلق
حضرت جعفر کا صدقہ ای علیم
کیجیو مسکن مرا دار النعیم
حب ذات پاک خواجہ بایزید
ہو مرے قفل مقاصد کی کلید
یا الٰہی بہر خواجہ بوالحسن
دور کر ہم سے غم و درد و محن
خواجہ بوالقاسم کا صدقہ یا اللہ
یاد میں تیری رہیں شام و پگاہ
بہر خواجہ بو علی ربّ کریم
امت احمد کو دے قلبِ سلیم
خواجۂ ہمدان ابو یوسف کی روح
ہو لطائف کی مری وجہ فتوح
بہر عبد الخالق اے بندہ نواز
ہو ادا ہم سے جو ہے حق نماز
خواجۂ عارف کا صدقہ یا غفور
رکھہ ہمیں ہر حال میں عبد شکور
خواجۂ محمود کو اے کبریا
رکھہ مرا دنیا و دیں میں مقتدا
از پئے خواجہ علی رامیتنی
دور کر ہم سے خدا ما و منی
خواجہ بابا محمدؐ کا طفیل
تیرے ڈر سے ہوں رواں اشکوں کی سیل
بہر حضرت خواجۂ سید امیر
ذرۂ خاکی ہیں کر مہر منیر
بہر روحِ پر فتوحِ نقشبند
نعمت دارین سے کر بہرہ مند
بہر عطار آں علاؤ الدین نام

بہرِ آسائش سے ملے دار السلام
از پے خواجہ عبید ای ربِ پاک
ہوں نہ ہم مستوجبِ قہر و غضب
یا الٰہی بہرِ حضرت خواجگی
دور رکھیو حبِ دنیائے دنی
خازن الرحمت کا صدقہ یا مجید
رکھ ہمارا پُر مے وحدت سے جام
بہر روحِ اطہر خواجہ حنیف
ذکر میں تیری رہیں ہم تر زبان
از پے خواجہ محمد باز ماں
میری مت رکھیو کوئی مشکل اڑی
از پے سید امامِ با علی
اپنے ذکر و فکر میں رکھ روز و شب
رکن دین اور سب محبوں کو سدا
دین و دنیا میں ہمیشہ شاد رکھ

از پے یعقوب چرخی یا قدیر
درد دنیا سے نہ ہوں اندوہناک
بہر درویش محمد یا اللہ
راہ میں تیرے نہ ہو درماندگی
بہر شیخ احمد مجدد یا البصیر
دی ہمیں گنج سعیدی کی کلید
یا الٰہی بہر شیخ عبد الاحد
ہم کو کر روحِ مجسم یا لطیف
از پے خواجہ محمد مظہری
مبتلا تیرا ہو میرا جسم و جان
بہر خواجہ حضرتِ حاجی حسین
محو نور محبت رکھیو یا علی
از پے خواجہ محمد رکن دین
یا الٰہی ہر بدی سے لے بچا

کر رہا ہم کو کہ ہیں غم کے اسیر
بہر مولانا محمد زاہد اب
ہوں شریعت سے نہ ہم گم کردہ راہ
بہر خواجہ باقی باللہ یا غنی
نور ذاتی سے رہیں ہم مستنیر
خواجۂ معصوم کا صدقہ مدام
کر ہماری مشکلوں میں تو مدد
از پے خواجہ محمد راز داں
دین و دنیا میں ہمیں دے برتری
بہر خواجہ حاجی احمد متقی
رکھ ہماری آبروے نازنین
خواجۂ مسعود کی صدقہ میں رب
عشق تیرا ہو ہمارا دلنشیں
سب کو اپنا محو ذوق یاد رکھ

تاریخ خرید: ۸ اگست ۱۹۸۱ء مطابق ۷ شوال ۱۴۰۱ھ۔